عنبر ناگ ماریا
سرائے کی چڑیل
(قسط نمبر ۲۲)
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

سنو پیارے بچو!

ناگ زندہ ہونے کے بعد کا دمبری کو لے کر نندن سر کے شاہی محل کی قید سے بھاگ نکلتا ہے۔ ماریا دوسری طرف کیلاش اور عنبر کو ساتھ لے کر چین کے ملک کی طرف روانہ ہوتی ہے۔

اس ملک میں ایک چینی لڑکی انہیں ملتی ہے جو چین تک دونوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ ایک جگہ سانپ ان پر حملہ کرتا ہے مگر عنبر اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ پھر وہ ایک سرائے میں پہنچتے ہیں جہاں ایک چڑیل سے مقابلہ ہوتا ہے۔ چڑیل ماری جاتی ہے۔ یہ لوگ صحرائے گوبی میں سے گزرتے ہیں۔ راستے میں ایک نجومی سے ملاقات ہوتی ہے جو انہیں بتاتا ہے کہ ناگ سے وہ چین میں مل سکیں گے۔

چٹان پر خون

پہاڑوں میں نہر دائیں طرف کو گھوم گئی۔

یہاں سے ناگ نے کا دمبری کو ساتھ لیا اور بائیں جانب چیڑ کے درختوں کے ساتھ ساتھ گھاٹی میں سے نکل کر ایک ڈھلان پر آ گیا۔ یہ معمولی سی ڈھلانی سطح تھی جو نیچے جا کر ایک میدان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ اس ڈھلان پر سے ہو کر دونوں میدان میں آ گئے۔ یہاں کائی کے پودے اور خاردار جھاڑیاں جگہ جگہ اُگی ہوئی تھیں۔ پتھروں پر جنگلی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں۔ جن میں کاسنی اور زرد رنگ کے چھوٹے

چھوٹے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کادمبری تھک گئی تھی۔ مگر ناگ وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے خوب معلوم تھا کہ کادمبری کے فرار کی خبر سب کو ہوگئی ہوگی اور راجہ کے سپاہی اس کی تلاش میں نکل چکے ہوں گے۔ راجہ کے شہر سے یہی ایک راستہ ملک سکم کی طرف جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس راستے پر سپاہی بھی پیچھے چلے آ رہے ہوں گے۔ ناگ نے کادمبری سے کہا کہ وہ ذرا ہمت اور بہادری سے کام لے۔ ورنہ وہ پھر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔

کادمبری نے حوصلے سے کام لیا اور سفر جاری رکھا۔ وہ میدان میں سے نکل گئے۔ اب ایک دفعہ پھر چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو دریائے آمو تک چلا گیا تھا۔ یہ وہی دریا تھا جس کے پل پر سے گزر کر عنبر' کیلاش اور ماریا ملک سکم پہنچے تھے۔ سارا دن کادمبری اور ناگ ٹیلوں کے درمیان میں سفر کرتے رہے۔ شام کو کادمبری کا تھکاوٹ کے مارے برا حال ہو گیا۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی۔

"ناگ بھائی! اب مجھ سے نہیں چلا جاتا۔"

ناگ نے سوچا کہ بے چاری کادمبری واقعی بہت تھک گئی ہے۔ اس لیے اب یہاں کسی محفوظ جگہ پر آرام کرنا چاہیے اور رات کاٹنے کے بعد صبح منہ اندھیرے پھر سے سفر جاری کرنا چاہیے۔ ایک مقام پر ٹیلے کے اوپر سے بہت بڑی سل باہر کو نکلی ہوئی تھی اور اس نے وہاں چھپر سا ڈال رکھا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس چھپر کے اوپر رات بسر

کرنی چاہیے۔ تاکہ اگر نیچے سے دشمن گزرے تو اس کو خبر ہو جائے۔

وہ کادمبری کو لے کر اوپر پہاڑی چھپر پر آ گیا۔ یہاں سردی تھی۔ ناگ نے مندر سے لیے ہوئے گرم لبادے کو کادمبری کے اوپر ڈال دیا اور خود گرم پوستین لپیٹ کر پتھروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

یہاں ناگ نے کادمبری سے عنبر کے بارے میں پوچھا۔

کادمبری نے اسے عنبر سے ملاقات تک سے لے کر اس سے جدا ہونے تک کی ساری کہانی سنا ڈالی اور عنبر کی بے حد تعریف کی کہ وہ کتنا اچھا بھائی ہے کہ اس نے اپنی بہن کا ہمیشہ خیال رکھا۔ پھر اس نے ماریا کے بارے میں بھی بتایا کہ کس طرح ماریا نے ہر مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا۔ ناگ کو اپنا گہرا اور عزیز ترین دوست عنبر بہت یاد آنے لگا اور پھر اس نے اونگھنا شروع کر دیا۔

"کادمبری بہن! اب تم بھی سو جاؤ۔ صبح پھر سفر کرنا ہے۔"

"شب بخیر بھائی ناگ!"

"شب بخیر بہن!"

کادمبری دن بھر کی تھکی ہاری تھی وہ لیٹتے ہی سو گئی۔ ناگ پہلے تو بار بار اونگھ رہا تھا مگر جب وہ پتھروں پر پوستین اوڑھ کر لیٹا تو اس کی نیند ہی غائب ہو گئی۔ کادمبری سو رہی تھی اور ہلکے ہلکے خراٹے لے رہی تھی۔ کادمبری کو جگا کر اس سے باتیں کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ناگ لیٹے ہی لیٹے آسمان پر کھلے ہوئے تاروں کو دیکھنے لگا۔ یہ اس کی اور کادمبری کی خوش قسمتی تھی کہ ناگ کو نیند نہیں آئی تھی۔ نہیں تو کادمبری کی خیر نہیں تھی۔

ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر بھی تاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں پہاڑوں کی چوٹیاں اور نیچے پتھریلے راستے دھیمے دھیمے دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے سونے کی بہت کوشش کی مگر اسے نیند نہ آئی۔

اس نے کئی دفعہ آنکھیں بند کیں مگر نیند تو جیسے اس سے کوسوں دور بھاگ چکی تھی۔ وہ نیچے پتھریلے راستے کو دیکھتا رہا۔ پھر اسے یوں لگا جیسے اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی ہیں۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ آخر نیند آ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور چت لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اُسے نیند آنے ہی والی تھی کہ دور کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ ناگ ایکدم چوکنا ہو گیا۔ اس نے سانس روک کر وہی آواز دوبارہ سننے کی کوشش کی۔ آواز پھر سنائی نہ دی۔ مگر وہ سو فیصد گھوڑے کی آواز تھی۔ شاید کوئی مسافر منزل پر جلدی پہنچنے کے لیے رات کو سفر کر رہا تھا۔ یا شاید راجہ کے سپاہی ان دونوں کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔ دونوں باتوں کا امکان تھا۔ بہر حال ناگ ہوشیار ہو گیا اور اوپر سے جھک کر نیچے سڑک پر

اندھیرے میں گھورنے لگا۔

اچانک گھوڑے کے ٹاپوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اندھیرے میں تین آدمیوں کو آگے بڑھتے دیکھا۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور باتیں کرتے آ رہے تھے۔ قریب آنے پر ناگ نے دیکھا کہ وہ راجہ کے سپاہی تھے۔ ناگ کی نگاہ اپنے آپ کادمبری پر چلی گئی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ اگر ناگ بھی گہری نیند سو رہا ہوتا تو خدا جانے کادمبری پر کیا گزر جاتی۔ ناگ جس جگہ بلندی پر آگے بڑھتے ہوئے پتھر کے چھپر پر لیٹا تھا، سپاہی اس کے عین نیچے آ کر گھوڑوں سے اتر گئے۔ انہوں نے گھوڑے ایک جگہ باندھے۔ زمین پر لکڑیاں اور خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور اس کے ارد گرد بیٹھ کر سرد رات میں آگ تاپنے اور باتیں کرنے لگے۔ وہ کادمبری کے فرار اور راجہ

کے انعام کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ راجہ نے کا دبری کی زندہ یا مردہ گرفتاری کے لیے ایک لاکھ سونے کی اشرفیوں کے انعام کا اعلان کر رکھا ہے۔ یہ بہت بڑا انعام تھا اور اس کے لالچ میں سپاہی بڑی آسانی سے کادبری کا خون کر سکتے تھے۔ ناگ چوکس ہو گیا اور بڑے غور سے لیٹا لیٹا ان کی باتیں سننے لگا۔ دو سپاہی آگ تاپتے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور ایک سپاہی ٹین کے ڈبے میں کوئی گرم شے پیتے ہوئے ادھر ادھر تک رہا تھا۔

سپاہی کی نظریں اوپر پتھر کی باہر نکلی ہوئی سل پر اٹھی جہاں ناگ اور کادبری لیٹے ہوئے تھے۔ سپاہی بڑے غور سے باہر نکلی ہوئی سل کو تکتا رہا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولا:

"یہ پتھر کی سل باہر کیوں نکلی ہوئی ہے؟"

دوسرے سپاہی نے ہنس کر کہا:

"تمہیں فکر کیوں پڑ گئی ہے۔ باہر نکلی ہے تو باہر نکلی رہنے دو۔"

سپاہی کہنے لگا:

"تم یہاں آگ تاپو۔ میں ذرا اوپر چل کر معلوم کرتا ہوں کہ یہ جگہ باہر کیوں نکلی ہوئی ہے۔"

تیسرے سپاہی نے کہا:

"اگر وہاں کوئی جن بھوت مل گیا تو مدد کے لیے ہمیں آواز ضرور دینا سمجھے؟"

"سمجھ گیا۔ فکر نہ کرو۔ یہاں مجھ سے بڑا جن بھوت اور کوئی نہیں ہے۔ میں ہر چھوٹے بڑے جن کو ہلاک جھپکنے میں تہ تیغ کر سکتا ہوں۔"

پتھر کی سل کے اوپر لیٹے ہوئے ناگ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ کم بخت سپاہی کو جانے کیا سوجھی تھی کہ اوپر پتھر کی سل کا راز معلوم کرنے

چلا آ رہا تھا۔ بھلا اس کو کیا پڑی تھی خوامخواہ اوپر چڑھنا شروع کر دے۔ اچھا بھلا اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ ناگ سپاہی کو اوپر آتے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گے۔ کا دمبری کی جان خطرے میں تھی۔ اگر اس سپاہی نے کا دمبری کو سوتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ ضرور اپنے ساتھیوں کو اوپر بلا لے گا اور کا دمبری کو پکڑ کر لے جائے گا۔ ناگ کے لیے ان تینوں سپاہیوں کا ایک ہی وقت میں مقابلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔

ناگ نے اٹھ کر جلدی سے سوئی ہوئی کا دمبری کے اوپر اپنی پوستین ڈال کر اوپر گھاس بکھیر دی اور خود ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہاں اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کا دمبری کو جگا کر وہاں سے بھگا لے جاتا۔ سپاہی سر پر پہنچ چکا تھا۔ ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے سپاہی کی موت اسے اپنے ساتھیوں سے جدا کر کے اوپر لا رہی ہے۔ ورنہ یہ نا

ممکن تھا کہ وہ تینوں ایک ساتھ اوپر نہ آتے۔ ناگ کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ سپاہی کا راستے میں ہی خاتمہ کر دے۔ چھ سات ماہ کی بے ہوشی کے بعد ناگ کے زہر میں اتنی تیزی آ گئی تھی کہ اگر وہ کاٹ کر بے ہوش بھی کرنا چاہتا تو دشمن کا ہلاک ہو جانا یقینی تھا۔ اس کے زہر کی تھوڑی سے تھوڑی مقدار بھی انسان کو مارنے کے لیے بہت زیادہ تھی۔

سپاہی ادھر ادھر دیکھتا اوپر چڑھتا آ رہا تھا۔ ظاہر ہے اوپر آ کر اس نے دیکھنا تھا کہ کوئی شخص پتھر کی سل پر لیٹا ہوا ہے۔ وہ اسے غور سے دیکھ کر ضرور پہچان لیتا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آواز دیتا۔ ایسی صورت میں وہاں الجھن پیدا ہو سکتی تھی اور ناگ کے حملے کے دوران کوئی نہ کوئی سپاہی بڑی آسانی سے کادمبری کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس خیال سے ناگ نے اپنی جون بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آنکھیں بند کر

کے گہرا سانس لیا۔ زور سے پھنکار ماری اور دوسرے لمحے وہاں ناگ کی جگہ ایک کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سانپ ٹیلے کی اوٹ میں سے باہر نکل آیا اور ٹیلے کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگنے لگا۔

اس دوران میں سپاہی اوپر آ چکا تھا۔ اور اس نے کا دبری کو لیٹے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر کا دبری کے چہرے پر سے گرم کمبل پرے ہٹا دیا۔ کا دبری کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔ جس چیز کی تلاش میں وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ وہ سامنے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو آواز دے کر اوپر بلانا چاہا۔ وہ خوشی خوشی نیچے جھک کر آواز دینے ہی والا تھا کہ اتنے عرصے میں ناگ وہاں پہنچ گیا۔ سپاہی نے کالے سانپ کو پھن پھیلائے اپنے سامنے کھڑے دیکھا تو اس کا دم خشک ہو گیا۔

سانپ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھور رہا تھا۔ سپاہی پر
سانپ کی آنکھوں کے جادو کا اس قدر گہرا اثر ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل
نہ سکا۔ اب جو کچھ بھی ہونا تھا ایک پل کے اندر ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ
سپاہی چیخ مارنے ہی والا تھا۔ سانپ نے فوراً ایک کر سپاہی کی گردن پر
ڈس لیا۔ اس کے ساتھ ہی سپاہی نے سانپ کو گردن سے پکڑ لیا ناگ
کا دم گھٹنے لگا۔ آج تک کبھی کسی نے اتنی دلیری نہیں کی تھی۔ اس نے
جتنے آدمیوں کو بھی ڈسا تھا اس میں سے کسی نے بھی اس کی گردن پر
ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ مگر یہ سپاہی کوئی بڑا ہی بہادر سپاہی تھا۔ اس نے
ناگ کی گردن مروڑنا شروع کر دی۔ ناگ کا سانس رک گیا۔ اس کی
آنکھوں کے آگے تارے سے ناچنے لگے لیکن یہ اس کی خوش قسمتی اور
سپاہی کی بدقسمتی تھی کہ زہر نے اپنا کام کر دکھایا تھا۔ وہ اس کے خون
میں شامل ہو کر سپاہی کے جسم کو سن کر چکا تھا۔ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ

گئی۔ ہاتھوں کی طاقت جاتی رہی اور وہ دھڑام سے پتھروں پر گر پڑا۔
اُس کے گرتے ہی کادمبری کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ
بیٹھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سپاہی اس کے قریب ہی زمین پر گرا پڑا
ہے اور سامنے ایک کالا سانپ اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے۔ کادمبری
نے دیکھا کہ ناگ کا بستر خالی تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ ناگ ہی ہے جس
نے کسی دشمن کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ سانپ وہاں سے کھسک
گیا۔ ٹیلے کے پاس جا کر اس نے اپنی جون بدلی۔ پھر سے انسان کا
روپ اختیار کیا اور سرگوشی میں کادمبری کو سب کچھ بتا دیا۔ ابھی وہ
باتیں ہی کر رہے تھے کہ سپاہی کے دوسرے ساتھی بھی اپنے ساتھی کی
تلاش میں آوازیں دیتے اوپر آ گئے۔

"کادمبری جلدی سے چھپ جاؤ۔"

کادمبری ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئی۔ ناگ بھاگ کر دوری طرف

نکل گیا۔

دونوں ساتھی اپنے ساتھی کو پکارتے اوپر آ گئے تھے۔انہوں نے زمین پر اپنے ساتھی کو دیکھا اور فوراً اس پر جھک کر اسے ہلانے جھلانے لگے۔مگر وہ تو مر چکا تھا۔اس کا جسم زہر کے اثر سے پھٹ چکا تھا اور خون جگہ جگہ سے رس کر جم گیا تھا۔انہوں نے پریشان ہو کر آس پاس دیکھا۔

"معلوم ہوتا ہے سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

"بھاگو یہاں سے۔" دوسرے سپاہی نے ڈر کر کہا۔

"نہیں........ مجھے یہاں کسی آدمی کے پاؤں کے نشان نظر آ رہے ہیں۔"

دونوں سپاہی قدموں کے نشانوں کا پیچھا کرتے اس طرف آ گئے ۔جہاں کا دمبری چھپی ہوئی تھی۔انہوں نے اسے کھینچ کر باہر نکال

لیا۔

"آخر ہم نے تمہیں گرفتار کر لیا۔ اب ہم راجہ سے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں انعام میں حاصل کریں گے اور رجھ سے اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ بھی لیں گے۔ ہمارا ساتھی تمہاری وجہ سے مارا گیا ہے۔"

انہوں نے دیکھتے دیکھتے کا ڈمبری کو رسی میں جکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے پہاڑی پر سے نیچے لے گئے۔ اس سے پہلے سانپ پہنچ کر سپاہیوں کے گھوڑے کو ڈس چکا تھا۔ وہ گھوڑا زمین پر مرا پڑا تھا۔ سپاہیوں نے گھوڑے کو مرتے ہوئے دیکھا تو سمٹ کر ایک طرف ہو گئے۔

"خبردار! سانپ یہاں بھی آ چکا ہے۔"

"گھوڑوں پر سوار ہو کر یہاں سے فوراً بھاگ چلو۔ یہاں رہنا

خطرے سے خالی نہیں۔“

جس سپاہی نے کادمبری کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا اس نے آگے بڑھ کر ایک گھوڑے پر اسے ڈالا اور خود اوپر چڑھنے ہی والا تھا کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں پر ڈس دیا۔ سپاہی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا اور اس کا جسم زہر کی وجہ سے اکڑنا شروع ہو گیا۔ اس نے چیخ مار کر اپنے ساتھی کو پکارا۔ اس کا ساتھی اس کی طرف بھاگا جب وہ قریب آیا تو اسے یوں لگا جیسے کسی نے پیچھے سے اس کی گردن پر تیز سوئی چبھو دی ہو۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔

قریب ہی ایک سیاہ کالا سانپ پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ سپاہی کی گردن لکڑی کی طرح سخت ہونا شروع ہو گئی۔ اس نے نیام میں سے تلوار نکال کر اس کے دو ٹکڑے کرنے چاہے۔ مگر اس کے ہاتھ میں اب طاقت نہ رہی تھی۔ تلوار کے دستے پر پڑتے ہی اس کا ہاتھ لڑکھڑا

گیا اور وہ پہلے سپاہی کیلاش کے اوپر گر پڑا۔ کا دمبری نے اپنے آپ کو گھوڑے کے اوپر سے گرا لیا۔ سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور پھر سے انسانی روپ میں آ گیا۔

مرتے مرتے سپاہی نے جب ایک سانپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے انسان بنتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مگر وہ سوائے دیکھنے کے کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس کی بولنے اور سننے کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اب اس کی نظر بھی دھندلانے لگی تھی۔ پھر اس کی آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ مر چکا تھا اور اپنے دوسرے مردہ ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"گھوڑے پر سوار ہو کر یہاں سے نکل چلو کا دمبری بہن! ہو سکتا ہے کہ ان سپاہیوں کے ساتھی بھی ادھر کو آ رہے ہوں۔"

کا دمبری اور ناگ ایک ایک گھوڑے پر سوار ہو گئے اور انہوں

نے آدھی رات کے اندھیرے میں بھی گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ کادمبری نے زندگی میں پہلی مرتبہ ایک انسان کو سانپ بن کر دوسرے انسان کو ڈستے دیکھا تھا۔ وہ اپنے آپ کو محفوظ خیال کرنے لگی تھی۔

جیسا کہ اس نے عنبر اور ماریا کو بتایا تھا کہ سکم کے ایک بہت بڑے شہر میں کادمبری کا بڑا بھائی خشک کھالوں اور گرم پوستینوں کی تجارت کرتا تھا۔ وہ اس خیال سے ناگ کے ساتھ سکم کی طرف جا رہی تھی کہ اپنے بھائی کے پاس پہنچ جائے گی۔ ناگ اس لیے چلا جا رہا تھا کہ عنبر نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اب چین کے ملک کی سیر کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ مر تو سکتا نہیں۔ اس لیے وہ اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ ملکوں کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کچھ خبر نہیں تھی کہ اس پر جادو کا اثر کب ٹوٹ جائے اور اس کو موت آجائے۔

وہ باقی ساری رات پہاڑیوں اور ٹیلوں میں سفر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو انہیں اپنے سامنے ایک بہت بڑا پہاڑ نظر آیا جس کے دامن میں دریائے آمو بہہ رہا تھا۔ یہ دریا کافی چوڑا تھا۔ ناگ نے کادبری نے کہا:

"اگر ہم نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے تو پھر لہریں ہمارے گھوڑوں کو بہا لے کر لے جائیں گی۔ کیونکہ پانی کا بہاؤ بڑا تیز ہے۔"

کادبری نے کہا:

"یہاں کے لوگ کس جگہ سے دریا عبور کرتے ہیں۔ یہاں کہیں نہ کہیں کوئی پل ضرور بنا ہوا ہوگا۔ ہمیں تلاش کرنی چاہیے۔"

خاصی دور آگے جا کر انہیں وہ رسوں کا پل مل گیا جس پر سے گزر کر عنبر، ماریا اور کیلاش دوسری طرف پہنچے تھے۔ ناگ نے گھوڑے خود

سنبھال لیے اور کادمبری سے کہا کہ وہ بڑے آرام سے رسوں کو پکڑ کر پیچھے پیچھے چل آئے۔ پل ان کے بوجھ سے ہلنے لگا تھا۔ کادمبری خوف زدہ تھی۔ پھر بھی وہ پل پر سے گزر گئے۔

چینی لڑکی

ادھر ماریا، عنبر اور کیلاش ایک زرد رنگ کے صحرا میں داخل ہو گئے تھے۔

یہ صحرا حدِ نظر پھیلا ہوا تھا۔ یہاں موسم ایکدم تبدیل ہو گیا تھا۔ گرمی زیادہ ہو گئی تھی اور خشک ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ کیلاش ان راستوں سے تھوڑا بہت واقف تھا۔ اس نے عنبر اور ماریا کو بتایا کہ یہ صحرائے گوبی ہے۔ یہاں۔ یہاں سے مشرق کی جانب نیچے نیچے سفر کرتے رہنے سے وہ ایک دن چین کے ملک میں پہنچ جائیں گے۔ کیلاش نے یہ بھی بتایا کہ اس صحرا میں اکثر خانہ بدوش قبیلے پھرتے

رہتے ہیں جن کا تعلق خونخوار منگولوں سے ہے۔ وہ مسافروں اور قافلوں کو لوٹ کر لوگوں کو بے دردی سے قتل کر دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کیلاش خود ہی سہم گیا۔ کیونکہ اسے ہر قدم پر اپنی موت کا ڈر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عنبر اور ماریا تو نہیں مریں گے لیکن اگر کوئی مصیبت آ گئی تو اس کی جان ضرور خطرے میں ہو گی خواہ بعد میں ماریا اور عنبر اسے بچا ہی کیوں نہ لیں۔

عنبر نے پوچھا:

"صحرا کتنی دور تک چلا گیا ہے؟ کیا تمہیں اس کا کچھ اندازہ ہے؟"

کیلاش نے کہا:

"میں نے اس صحرا میں کبھی سفر نہیں کیا۔ لیکن میں نے کچھ مسافروں سے سنا ہے کہ یہ صحرا ایک رات اور ایک دن کے دفتر تک

پھیلا ہوا ہے۔۔یعنی اگر ہم بغیر رکے گھوڑوں پر ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہیں تو اس صحرا کو پار کر جائیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"مگر یہاں ایک سات اتنا لمبا سفر کرنا مشکل ہے۔۔ہمیں راستے میں پڑاؤ بھی کرنا ہوگا۔سوال یہ ہے کہ ہمیں راستے میں کوئی ایسی جگہ مل جائے گی جہاں سائے میں پڑاؤ کر سکیں؟اور پھر ہمارے کھانے پینے کا کیا ہوگا؟پانی کہاں سے ملے گا؟ہم تو اپنے ساتھ سوائے جوار کی روٹیوں کے اور کچھ بھی لے کر نہیں چلے۔پانی کا مشکیزہ تو آج کے دن ختم ہو جائے گا۔"

کیلاش نے کہا:

"ہم جس راستے پر سفر کر رہے ہیں یہ قافلوں کے گزرنے کا اور سفر کرنے کا راستہ ہے۔یہاں سے اکثر قافلے گزرا کرتے ہیں۔اس

راستے پر لوگ ریت کے اندر پانی کے بڑے بڑے مٹکے چھپا کر اوپر پتھر رکھ دیتے ہیں۔ ہم تھوڑی سی کوشش کے بعد پانی تلاش کر سکتے ہیں۔ باقی کھانے کو ہمیں راستے میں کچھ نہیں ملے گا۔"

ماریا بولی:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس صحرا میں سے جلد سے جلد گزر جانا چاہیے۔ راستے میں زیادہ دیر پڑاؤ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں گھوڑوں کے لیے بھی پانی اور گھاس پتوں کی ضرورت ہو گی جو یہاں مشکل سے ملیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"بہر حال ہمیں سفر جاری رکھنا چاہیے۔ گرمی شدت اختیار کر گئی تو کسی جگہ سایہ دیکھ کر آرام کر لیں گے۔ آخر یہاں سے تجارتی کارواں گزرتے ہیں۔ راستے میں کہیں نہ کہیں سرائے وغیرہ کا ضرور

بندوبست کیا گیا ہوگا۔"

انہوں نے صحرا میں سفر کرنا شروع کر دیا۔ جس راستے پر وہ جا رہے تھے۔ ان کی دونوں جانب ببول کی جنگلی جھاڑیاں جگہ جگہ اگی ہوئی تھیں۔ جسے نہ انسان کھا سکتا تھا نہ گھوڑا کھا سکتا تھا۔ یہ جھاڑیاں بہت زہریلی ہوتی ہیں۔ ایک جگہ انہوں نے تھوہر کے جھاڑ دیکھے۔ تھوہر کو سرخ رنگ کا پھل لگتا ہے جسے گھوڑے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ انہوں نے وہاں رک کر گھوڑوں کو سیر ہو کر تھوہر کا پھل کھلایا اور پھر وہاں سے چل پڑے۔

آدھا دن سفر کرتے کرتے گزر گیا۔ سورج سر کے عین اوپر آگیا اور گرمی زیادہ پڑنے لگی۔ کیلاش کا گرمی کے مارے برا حال ہونے لگا۔ گھوڑوں کو بھی پسینہ بہنے لگا۔ ماریا بھی گرمی سے تنگ آئی۔ زرد رنگ کا صحرا تپش سے جل بھن رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہیے۔ گرمی زیادہ ہو گئی ہے۔ دھوپ کی تپش کم ہو تو پھر آگے بڑھیں گے۔"

کیلاش نے جھٹ کہا:

"بھگوان کے لیے ابھی، اسی وقت، اسی جگہ رک جاؤ۔ میرا تو گرمی کے مارے کچومر نکلا جا رہا ہے۔"

عنبر نے ماریا سے پوچھا:

"ماریا! تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیلاش بولا:

"عنبر بھائی! ماریا بہن سے کیا پوچھ رہے ہو۔ وہ تو غائب ہے اس کو گرمی کہاں لگ رہی ہو گی۔"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"میں غائب ہو گئی ہوں کوئی مر تو نہیں گئی کہ مجھ پر گرمی کا اثر نہیں

ہوگا۔ مجھے بھی دھوپ تنگ کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں ٹھہر جائیں۔'' عنبر نے دور ایک جگہ ببول کی چند ایک اونچی اونچی جھاڑیاں دیکھیں۔ وہ ان جھاڑیوں کے سائے میں جا کر رک گئے۔ گھوڑوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا اور خود سائے میں ٹھنڈی ریت پر لیٹ گئے۔ ماریا بھی ریت پر لیٹ گئی۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مگر جب وہ ریت پر لیٹتی تو ریت ایک جگہ سے صاف نیچے کو دب گئی۔ چنانچہ عنبر اور کیلاش کو معلوم ہو گیا کہ ماریا یہاں لیٹی ہوئی ہے۔

دھوپ ذرا ڈھلی اور تپش کی شدت کم ہوئی تو انہوں نے سفر کا ارادہ کیا۔ ماریا کہنے لگی:

''میری رائے میں رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ میں آگے جا کر کسی سرائے وغیرہ کا سراغ لگاؤں اور اگر راستے میں کوئی خطرہ بھی ہو تو اس کے بارے میں بھی واپس آ کر آپ لوگوں کو خبر دار

کردوں۔ ہم تینوں کا ساتھ سفر کرنا فضول ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر تم ایسا کر سکو تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ اس طرح ہم ایک بہت بڑی مشکل پر قابو پا سکتے ہیں۔"

"میں ابھی آگے جانے کو تیار ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔"

ماریا گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑے تازہ دم تھے۔ ماریا انہیں سرپٹ دوڑاتی آگے نکل گئی۔ کیلاش اور عنبر کو ماریا ویسے بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ انہوں نے صحرائی راستے پر کچھ دور تک ریت اڑتے دیکھی اور پھر وہ نظر آنا بند ہو گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ ماریا آگے نکل چکی ہے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور گھوڑوں کو قدم قدم چلاتے آگے بڑھنے لگے۔ کیلاش فکرمند سا ہو کر کہنے لگا:

"عنبر بھائی! ہم ملک چین کے سفر پر نکل تو پڑے ہیں۔ کہیں وہاں پہنچ کر ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

عنبر نے پوچھا:

"وہ کونسی مصیبت؟"

کیلاش کہنے لگا:

"میں نے سنا ہے کہ چین پر جس شاہی خاندان کی حکمرانی ہے اس کا ایک بڑا ہی ظالم بادشاہ فومانچو اس وقت حکومت کر رہا ہے۔ فومانچو بڑا سنگدل بادشاہ ہے۔ وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اس کے سپاہی مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں اور وہ ملزموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہے۔"

عنبر نے کہا

"یار کیلاش! تم ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہو۔ بادشاہ کوئی کوئی

رحم دل ہوتا ہے۔ باقی اکثر بادشاہ اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔"

"ہاں بھائی! تمہارے لیے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ اس لیے کہ تمہیں یو کوئی مار ہی نہیں سکتا۔ مگر مجھ بے گناہ کی گردن نہ اڑوا دینا۔"

"یار تم گھبراتے کیوں ہو۔ پہلے کہیں تمہاری گردن کدی نے اڑائی ہے جو اب تمہارے ساتھ ایسا ظلم ہوگا۔ بھائی اگر تم زیادہ گھبراتے ہو تو بے شک واپس سکم چلے جاؤ، ابھی وقت ہے۔"

"بھائی! کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں ضرور تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

"تو پھر میرے ساتھ چلو گے تو خاموشی سے سفر کرو اور خبردار کسی بات پر گھبرا کر اپنے ساتھ ہمیں بھی پریشان نہ کرو۔"

کیلاش خاموش ہو گیا۔

دوسری طرف ماریا گھوڑے پر سوار صحرائی راستے پر بہت آگے نکل گئی۔ یہاں خشک اور بنجر قسم کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور ریت کم ہونے لگی تھی۔ زمین ریتلی نہیں بلکہ پتھریلی ہو گئی تھی۔ ماریا نے ایک جگہ کچھ پتھروں کو ایک جگہ جڑے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہاں پانی کے مٹکے چھپے ہوئے ہیں۔ اُسے خوشی ہوئی کہ اس جگہ وہ اپنے مشکیزے پانی سے بھر سکتے ہیں۔ یہاں سے آگے چل کر اسے بائیں جانب ببول کی اونچی جھاڑیوں میں ایک جھونپڑا دکھائی دیا۔

ماریا گھوڑا دوڑاتی اس جھونپڑے کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ اس کے رکتے ہی جھونپڑے کا دروازہ کھلا اور ایک چھوٹی آنکھوں والے آدمی نے باہر آ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر ایک اور آدمی اندر سے باہر نکل آیا۔

"ابھی ابھی مجھے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی تھی۔"

"آواز تو میں نے بھی سنی تھی۔"

"پھر گھوڑ سوار کہاں غائب ہو گیا؟"

"کہیں ہمارا وہم ہی نہ ہو؟"

"مگر آواز ہم دونوں نے سنی ہے۔ دور سے گھوڑے کی آواز جھونپڑے کے باہر آ کر رک گئی تھی۔"

"لیکن گھوڑا اور سوار کہاں چلے گئے؟ یہاں تو چاروں طرف سنسان سناٹا چھایا ہوا ہے۔ نہ کوئی آدم ہے نہ آدم زاد۔"

پہلا آدمی سر کو جھٹک کر جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ دوسرا آدمی بھی اس کے ساتھ ہی اندر چلا گیا۔ ماریا ایک طرف گھوڑے پر سوار کا موش کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی تھی۔ ان لوگوں کے چہرے بڑے خوفناک تھے۔ صاف معلم ہوتا تھا کہ وہ سوداگر نہیں ہیں بلکہ ان کا

تعلق ڈاکوؤں سے ہے جو راستے میں قافلوں کو لوٹا کرتے ہیں۔ ماریا گھوڑے سے اترنے لگی تو اسے خیال آیا کہ اگر وہ نیچے اتر گئی تو گھوڑا ظاہر ہو جائے گا اور اندر بیٹھے ہوئے ڈاکو اسے پکڑ لیں گے۔

وہ گھوڑے پر سوار گھوڑے کو قدم قدم بڑے آرام سے چلاتی جھونپڑی کے پیچھے والی کھڑکی پر آ کر رک گئی۔ زمین چونکہ پتھریلی تھی اس لیے گھوڑے کے چلنے سے اس کے کھروں کی آواز پیدا ہوئی۔ دونوں ڈاکو ایک دفعہ پھر باہر آ گئے۔

"گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز پھر آئی تھی۔"

"ہاں! میں نے بھی سنی ہے۔"

"لیکن گھوڑا کہاں ہے؟"

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔"

"یار! یہاں کوئی بھوت تو نہیں رہتا؟"

"میں یہاں کئی بار آ چکا ہوں۔ کبھی کوئی بھوت نہیں ملا۔"

"پھر یہ کیا ہو رہا ہے کہ گھوڑے کے چلنے کی آواز آتی ہے۔ آواز رک جاتی ہے۔ ہم باہر نکلتے ہیں تو گھوڑا رک جاتا ہے۔"

دوسرے ڈاکو نے کہا۔

"چھوڑو یار ان باتوں کو۔ اندر چل کر مال تقسیم کرتے ہیں۔ کہیں اگر منگول آ گئے تو وہ ہمیں بھی لوٹ کر لے جائیں گے۔"

ڈاکو جھونپڑے کے اندر آ گئے۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور ابھی ابھی کہیں ڈاکہ ڈال کر آئے ہیں اور اب لوٹا ہوا مال برابر تقسیم کر رہے ہیں۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے دھکا دیا۔ کھڑکی تھوڑی سی کھل گئی۔ وہ کیا دیکھتی ہے کہ جھونپڑی کے اندر فرش پر بڑے قیمتی کپڑوں کا تھان اور ہیرے جواہرات پڑے ہیں۔ قریب ہی ایک بڑی ہی پیاری چینی گڑیا سی لڑکی بیٹھی ہے۔ اس

کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور سر جھکا ہوا ہے۔ ماریا کو اس نتیجے پر پہنچتے دیر نہ لگی کہ یہ ڈاکو اس لڑکی کو کہیں سے اٹھا کر زبردستی لے آئے ہیں۔ وہ کھڑکی کے ساتھ لگ کر ان کی باتیں سننے لگی۔

"آدھے ریشمی کپڑے اور آدھے جواہرات تم لے لو۔ آدھے مجھے دے دو۔"

"پھر وہی بات۔ سوال یہ ہے کہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ کون لے جائے گا؟"

"یہ تم مجھے دے دو۔"

"وہ کس حساب سے؟ آدھے کپڑے اور آدھے جواہرات بھی تم نے لے لیے۔ پھر یہ لڑکی کس طرح لے رہے ہو؟"

"چلو پھر اس کو بھی آدھا آدھا کر دو۔"

”تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا احمق کہیں کے؟“

”زبان کو لگام دو۔ نہیں تو ابھی گردن اتار دوں گا۔“

”اچھا ایسا کرو کہ اپنے آدھے حصے میں سے تم ایک سو ہیرے اور ریشمی کپڑوں کے دو تھان مجھے دے دو اور بے شک لڑکی تمہاری ہو گئی۔“

”ایسا نہیں ہو سکتا۔“

”تو پھر میں تمہیں مفت میں اتنی خوبصورت لڑکی نہیں دے سکتا۔ منڈی مین اس کی قیمت کچھ نہیں تو دس ہزار سونے کی اشرفیوں سے کم نہیں پڑے گی۔ آخر تم اتنی رقم کس حساب سے لے جاؤ گے؟ ڈاکہ ہم دونوں نے مل کر ڈالا ہے۔“

”میں نے چار آدمیوں اور ایک عورت کو قتل کیا ہے جبکہ تم نے صرف دو آدمیوں اور ایک عورت کو قتل کیا ہے۔“

"لیکن میں نے ایک بچے کا بھی گلا گھونٹا تھا۔ تم نے بچے کو نہیں مارا اس لیے میرا حق تم سے زیادہ ہے۔"

ماریا یہ سن کر سخت غصے میں آ گئی کہ ان ڈاکوؤں نے کئی مرد عورتوں اور بچوں کو قتل کیا ہے۔ دوسری طرف چینی لڑکی چپ چاپ بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی اور رو رہی تھی۔ دونوں ڈاکو ایک دوسرے سے جھگڑتے جھگڑتے الجھ پڑے۔ ایک نے تلوار نکالی تو دوسرے نے بھی تلوار کھینچ لی۔ دونوں آمنے سامنے مقابلے پر کھڑے ہو گئے۔ چینی لڑکی سر اٹھا کر انہیں حیرت سے تکنے لگی۔ وہ لکڑی کے ستون کے ساتھ لگ گئی۔ ماریا بھی کھڑکی کے ساتھ لگی ان دونوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی۔ وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ دونوں ڈاکو ایک دوسرے سے لڑتے لڑتے مارے جائیں تو اچھا ہے۔ کم از کم اسے ان لوگوں کو قتل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ لیکن وہ دونوں بڑے ماہر

تلوار باز تھے۔ ہر ایک دوسرے کا وار بچا رہا تھا۔ لڑائی تیز ہو گئی تھی۔ تلوار ٹکرا کر چنگاریاں اڑا رہی تھیں۔ چینی لڑکی ڈر کر سمٹ گئی تھی۔

لڑتے لڑتے ایک ڈاکو نے تلوار کا ایک زوردار ہاتھ مارا۔ دوسرا ڈاکو بدقسمتی سے اس کا وار بچا نہ سکا۔ تلوار اس کی گردن پر پڑی اور آدھی گردن کندھے پر نیچے کو لٹک گئی۔ خون کا فوارہ چھوٹا اور ڈاکو لڑکھڑا گیا۔ پہلے ڈاکو نے دوسرا وار بھی کر دیا۔ دوسرا ڈاکو زمین پر گرا اور تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پہلے ڈاکو نے زوردار وحشیانہ قہقہہ لگایا اور خون آلود تلوار نیام میں ڈال کر چینی لڑکی سے کہا:

"دیکھا میں کتنا بہادر ہوں۔ بس اگر تم نے بھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دوں گا۔"

چینی لڑکی کانپ اٹھی۔ ڈاکو نے سارے جواہرات اور ریشمی کپڑے ایک گٹھڑی میں باندھے اور چینی لڑکی کی طرف دیکھ کر بولا:

”اب یہ سارا مال میرا ہے۔ اٹھو۔ میرے ساتھ چلو۔ شہر میں جا کر میں تجھے ایک اور ڈاکو کے پاس بیچ دوں گا۔“

منگولوں کی قید

ڈاکو چینی لڑکی کو زبردستی اٹھا کر جھونپڑے سے باہر لے آیا۔
باہر اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے کے پاس آ کر وہ اسے
زبردستی اس پر سوار کرانے لگا۔ چینی لڑکی سسکیاں بھر رہی تھی اور
گھوڑے پر سوار نہیں ہونا چاہتی تھی۔ ڈاکو اس کے ساتھ زبردستی کر رہا
تھا۔ اب ماریا سے یہ تماشا برداشت نہ ہوا۔ وہ کھڑکی سے ہٹ کر اس
جگہ گئی جہاں ڈاکو گھوڑے کے پاس کھڑا تھا۔ ڈاکو کو نہ ماریا دکھائی دے
رہی تھی نہ اس کا گھوڑا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر گھوڑے کے اوپر رکھی
ہوئی ہیرے جواہرات کی تھیلی اٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھ لی۔ ڈاکو کی
نظر گھوڑے پر پڑی تو وہ چونکا جواہرات کی تھیلی غائب تھی۔ صرف

کپڑوں کی گٹھڑی وہاں پڑی تھی۔اس نے چینی لڑکی کو تو وہیں چھوڑا اور جواہرات کی تھیلی کو تلاش کرنے لگا۔

لیکن اس کو تھیلی بھلا کہاں سے مل سکتی تھی۔وہ تو ماریا کے گھوڑے پر آتے ہی غائب ہو گئی تھی۔ڈاکو سر پکڑ کر رہ گیا کہ آخر جواہرات کہاں غائب ہو گئے۔ایک پل پہلے تو خود اس نے اپنے ہاتھوں سے تھیلی گھوڑے کے اوپر رکھی تھی۔ماریا نے اب دوسرا کام یہ کیا کہ ایک طرف سہمی کھڑی چینی لڑکی کی طرف گھوڑا بڑھایا۔گھوڑے کی ہلکی ہلکی ٹاپ سن کر ڈاکو کے کان کھڑے ہو گئے۔وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر تکنے لگا۔اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز ضرور سنائی دی تھی لیکن گھوڑا کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ جوہرات کی تھیلی بھی غائب ہو گئی اور کوئی گھوڑے پر سوار قریب سے بھی گزرا ہے۔لیکن دکھائی نہیں دے رہا۔چینی لڑکی ایک طرف

سہمی کھڑی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اس لڑکی کو پکڑ کر اپنے گھوڑے پر سوار کرا لینا چاہیے۔ اس طرح اس کے ساتھ چینی لڑکی بھی غائب ہو جائے گی اور ماریا ڈاکو کو قتل کرنے سے بچ جائے گی۔

ماریا نے ایک ہاتھ آگے بڑھا کر چینی لڑکی کو پکڑا اور اس کے کان میں سرگوشی کی:

"خاموشی سے میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ ڈرنا نہیں۔ میں بھوت نہیں ہوں۔ بلکہ تمہاری ہمدرد ہوں اور آسمان سے تمہاری مدد کرنے کے لیے آئی ہوں۔"

چینی لڑکی تو دہشت زدہ ہو گئی۔ کسی نے اس کا بازو تھام رکھا تھا اور کان میں سرگوشی بھی ہو رہی تھی مگر سامنے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ سرگوشیوں کی ہلکی سی آواز ڈاکو نے بھی سن لی تھی۔ وہ چینی لڑکی کی طرف بڑھا۔ اب چینی لڑکی بھی ہوشیار ہو گئی۔ یہ اس کی زندگی اور

موت کا سوال تھا۔ ماریا نے اسے سہارا دیا اور وہ لپک کر ماریا کے گھوڑے پر اس کے آگے سوار ہوتے ہی وہ ایکدم سے غائب ہوگئی۔ ڈاکو دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ جو ہرات کی تھیلی کے بعد ایک جیتی جاگتی زندہ لڑکی اس کی نگاہوں کے سامنے غائب ہوگئی تھی۔ کیا یہاں بھوت رہتے ہیں؟ ڈاکو ڈر گیا۔ مگر بھاگنے کی بجائے وہ آگے پیچھے بڑھ کر معاملے کی ٹوہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا نے چینی لڑکی کے کان میں کہا:

”خاموشی سے بیٹھے رہنا اور زمین پر اترنے کی ہرگز ہرگز کوشش مت کرنا۔“

ماریا نے گھوڑے کو آگے بڑھا کر تلوار ڈاکو کی گردن پر رکھ دی اور رعب دار آواز میں کہا:

"اے ظالم انسان! اگر اپنی جان کی امان چاہتے ہو تو ابھی اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یہاں سے بھاگ جاؤ، نہیں تو تمہاری لاش کے ٹکڑے اس زمین پر چیل اور کوے کھائیں گے۔"

اب تو ڈاکو کی سٹی گم ہو گئی۔ وہ پاگلوں کی طرح تکنے لگا۔ تلوار کا لوہا اس کی گردن کو چھو رہا تھا۔ مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ بھوت پریت نے اس چینی لڑکی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے تھر تھر کانپتے ہوئے ہاتھ باندھ کر کہا:

"جو حکم سرکار! ایسا ہی ہو گا۔ میں جا رہا ہوں۔ میں بھاگ رہا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی کانپتے کانپتے ڈاکو گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے بگٹٹ بھگا تا وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔ ماریا گھوڑے پر سے نیچے اتر پڑی۔ اس نے چینی لڑکی کو بھی نیچے اتار لیا۔ نیچے اترتے ہی چینی لڑکی

پھر سے دکھائی دینے لگی۔ گھوڑا بھی ظاہر ہو گیا۔ صرف ماریا غائب تھی، مگر وہ چینی لڑکی کے پاس ہی کھڑی تھی۔

ماریا نے کہا:

"اے لڑکی! سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اور ان لوگوں نے تمہیں کس جگہ سے اغوا کیا تھا؟"

چینی لڑکی نے کہا:

"میرا نام تھانگ ہے۔ میرا باپ شنگھائی میں تاجر ہے۔ ڈاکوؤں نے مجھے میرے گھر سے اغوا کیا تھا اور اب بیچنے کی منڈی میں لے جا کر فروخت کرنا چاہتے تھے۔"

ماریا بولی:

"فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ کہ شنگھائی یہاں سے کتنی دور ہے؟"

تھانگ نے کہا۔

"شنگھائی یہاں سے دس راتوں کے سفر پر ہے۔ لیکن اگر کیتھے شہر میں مجھے میرے چچا کے پاس پہنچا دیں تو میں اپنے گھر چلی جاؤں گی۔"

ماریا نے کہا:

"ہم لوگ بھی کیتھے کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ ہم تمہیں کیتھے پہنچ کر تمہارے چچا کے حوالے کر دیں گے۔"

تھانگ نے پوچھا:

"تم کون ہو دیوی! تمہارے ساتھ اور کون کون سفر کر رہا ہے؟ اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتیں؟"

ماریا نے کہا:

"تھانگ بہن! تم کو میں ساری بات نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ اس کے لیے وقت چاہیے۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں کوئی آسمانی روح نہیں ہوں۔

بلکہ تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں جس کو جادو کے زور سے غائب کر دیا گیا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے میرے دو بھائی بھی سفر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میں ان کے لیے آگے آگے ایسی جگہ تلاش کرنے نکلی تھی جہاں ہم لوگ رات کو آرام کر سکیں کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔"

چینی لڑکی بولی:

"ہم لوگ اس جھونپڑے میں رات گزار سکتے ہیں۔ مگر...... وہاں تو ایک ڈاکو کی لاش پڑی ہے۔ پہلے اس لاش کو وہاں سے اٹھوانے کا بندوبست کیا جانا چاہیے۔"

"یہ سارا کام ہو جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ جھونپڑے کے اندر۔"

ماریا چینی لڑکی تھا تنگ کو لے کر جھونپڑے کے اندر آ گئی۔ اندر فرش پر ڈاکو کی لاش ویسے کی ویسے پڑی تھی۔ زمین پر اس کا خون جم

سفید عقاب

عنبر ایک قافلے کے ساتھ جب ویران کھنڈروں میں داخل ہوتا ہے تو عورت کی چیخ سنائی دی۔ وہ عورت کون تھی۔ شہزادی ہیلن کا اغوا کس نے کروایا۔ اور سپارٹا کیسے فتح ہوا۔ اور غدار وزیر کس طرح اپنے انجام کو پہنچا۔

چکا تھا۔ ماریا نے چینی لڑکی کے ساتھ مل کر لاش کو اٹھایا اور باہر لے آئی۔ یہاں انہوں نے چینی لڑکی کے ساتھ مل کر لاش کو اٹھایا اور باہر لے آئی۔ یہاں انہوں نے لاش کو اٹھا کر پہاڑی کی ایک گہری اور اندھیری کھائی میں پھینک دیا۔ تھپ کی آواز کے ساتھ ڈاکو کا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ دوبارہ جھونپڑے کے اندر جا کر دونوں نے مل کر فرش کو کپڑے سے صاف کیا۔ لکڑی کے تخت پر بچھونا بچھایا اور ماریا نے کہا:

"تھانگ! تم یہاں آرام کرو۔ میں پیچھے آنے والے بھائیوں سے مل کر انہیں یہاں لے آؤں۔"

اتنا کہہ کر ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے چل دی۔

آدھے راستے میں انہیں عنبر اور کیلاش مل گئے۔ ماریا نے انہیں ڈاکوؤں اور چینی لڑکی کی ساری کہانی سنائی اور بتایا کہ رات بسر کرنے

کے لیے ایک بڑے اچھے جھونپڑے کا بندوبست ہو گیا ہے جہاں چینی لڑکی ان کے لیے گرم گرم قہوہ تیار کر رہی ہے۔

عنبر نے کہا:

"تم نے تو کمال کر دکھایا ماریا بہن! ڈاکو بھی بھگا دیے اور رات بسر کرنے کا انتظام بھی کر لیا۔"

ماریا نے جواہرات کی تھیلی دکھا کر کہا:

"اور یہ جواہرات کی تھیلی بھی ان سے چھین لی ہے جو چینی لڑکی تھانگ کے ماں باپ کی امانت ہے۔ ہمیں شنگھائی پہنچ کر چینی لڑکی کے ساتھ ہی ساتھ یہ جوہرات بھی اس کے باپ کو واپس کرنے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"ضرور ضرور۔ ہم تھانگ کے باپ کی ایک ایک امانت اسے

واپس کریں گے۔"

کیلاش بولا:

"بھائی کم از کم جواہرات تو اپنے پاس رکھ لو۔ باپ کو اس کی لڑکی مل جائے گی اسے اور کیا چاہیے؟"

"خاموش کیلاش!" عنبر نے ڈانٹ کر کہا۔ "چور چوری سے جاتا ہے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ تم کو جو چوری کی لت پڑی ہوئی ہے تم اس سے اب بھی باز نہیں آتے۔ یاد رکھو! اب تم عنبر اور ماریا کے ساتھ ہو۔ چوروں کے کسی گروہ کے ساتھ نہیں ہو۔ ہم تھانگ کے باپ کی ساری امانتیں واپس لوٹا دیں گے۔"

کیلاش جھٹ بولا:

"معافی چاہتا ہوں عنبر بھائی! ویسے ہی میرے منہ سے جملہ نکل گیا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں خود ایمان داری کو پسند کرتا ہوں

اور چوری سے مجھے نفرت ہے۔"

ماریا ہنس کر بولی:

"تو پھر جواہرات اپنے پاس رکھنے کے بارے میں تم نے کیوں سوچا تھا؟"

بات آئی گئی ہوگئی۔ یہ لوگ اسی طرح کی باتیں کرتے، سفر کرتے جھونپڑی کے پاس پہنچ گئے۔ جس کے اندر چینی لڑکی ان کے لیے گرم گرم قہوہ تیار کر چکی تھی۔ یہاں گرمی گھٹ گئی تھی اور شام ہوتے ہی سردی بڑھنا شروع ہوگئی تھی۔ یہاں گرمی گھٹ گئی تھی اور شام ہوتے ہی سردی بڑھنا شروع ہوگئی تھی۔ ماریا نے چینی لڑکی سے عنبر اور کیلاش کا تعارف کروایا۔ عنبر نے گڑیا ایسی چینی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"تھانگ بہن! اب تم اپنے بہن بھائیوں کے درمیان آگئی ہو، اس لیے کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ ہم پیتھے میں تمہیں تمہارے چچا کے

حوالے کر کے آگے بڑھیں گے۔"

چینی لڑکی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔اس نے کہا:

"میں کتنی خوش قسمت ہوں کہ مجھے آپ ایسے بھائی اور بہن مل گئے۔اگر ماریا بہن تھوڑی دیر اور یہاں نہ آتیں تو ڈاکو مجھے لے کر خدا جانے کہاں رفو چکر ہو چکے ہوتے۔"

عنبر نے کہا:

"تمہارے باپ کے گھر سے لوٹے ہوئے جواہرات بھی ہمارے پاس تمہاری امانت بن کر رہیں گے۔ہم انہیں پیتھے میں تمہارے چچا کے سپرد کر دیں گے جہاں سے شنگھائی جاتے ہوئے تم اپنے ساتھ لے جا سکو گی۔"

"شکریہ بھائی! بہت بہت شکریہ۔"

چینی لڑکی تھانگ اندر قہوہ لینے چلی گئی۔قہوہ پینے کے بعد وہ دیر

تک جھونپڑے کے اندر شمع جلا کر سفر کے بارے میں باتیں کرتے
رہے۔ تھانگ ایسے شنتون کے ساتھ لگی ان کی باتیں سنتی رہی جو اس
گاؤں کو منہ اندھیرے چھوڑ کر اس کے ساتھ جا رہے تھے۔ وہ بے حد
خوش تھی اور آسمانی دیوتاؤں کے حضور دعا پڑھ رہی تھی جنہوں نے
اسے ظالم ڈاکوؤں کے پھندے سے چھڑایا اور اب وہ اپنے باپ کے
پاس پہنچ جائے گی۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ سردی
بڑھ گئی۔ ماریا اور تھانگ نے مل کر زمین اور تخت پر خشک گھاس پھوس
بچھا دیا۔ ایک طرف ماریا اور چینی لڑکی تھانگ اور دوسری طرف کیلاش
اور عنبر پوستین اوپر لے کر لیٹ گئے۔ ستون کے ساتھ طاق میں شمع
جل رہی تھی۔ کچھ دیر وہ سب باتیں کرتے رہے۔ پھر انہیں نیند آ گئی
اور ایک ایک کر کے سارے سو گئے۔

دوسرے دن منہ اندھیرے اٹھ کر ماریا نے سب کو جگا دیا۔

گھوڑوں کو دانہ دنکا ڈال کر پانی پلایا گیا۔ سب نے اٹھ کر قہوے اور جوار کی روٹی کا ناشتہ کیا۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ آسمان پر صبح کا ستارہ ٹمٹمانے لگا تھا اور مشرق کی طرف صبح کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ وہ سب کے سب تیار ہو کر جھونپڑی سے باہر نکل آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اب انہیں رہنمائی کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ چینی لڑکی انہیں راستہ بتا رہی تھی۔ وہ تمام راستے سے باخبر تھی۔ دوپہر تک وہ سفر کرتے رہے۔ اب صحرا ختم ہو گیا تھا اور ایک بار پھر پتھریلا پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ موسم میں گرمی کی جگہ سردی آ گئی تھی۔ دور ملک چین کی طرف جاتا کوہ ہمالیہ کا سلسلہ اور اس کی چوٹیوں پر جمی ہوئی برف نظر آنے لگی تھی۔

تیسرے پہر ان پہاڑیوں پر جیسے پگھلا ہوا سونا پھیل گیا۔ ہر طرف بادامی رنگ کی سنہری روشنی پھیل گئی۔ سفر بے حد دلچسپ ہو گیا

تھا۔ عنبر اور کیلاش آگے آگے اور ماریا اور تھانگ پیچھے پیچھے سفر کر رہی تھیں۔ دن ڈھلنے لگا تھا۔ اب ایک بار پھر رات آ گئی تھی۔ انہیں رات بسر کرنی تھی۔ اس عرصے میں راہ میں کوئی بھی گاؤں نہیں آیا تھا۔ عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ گھوڑا دوڑا کر آگے آگے جائے اور کوئی ایسی جگہ دیکھے جہاں وہ لوگ رات بھر آرام کر کے اگلے روز پھر سفر کر سکیں۔ ماریا گھوڑا لے کر آگے نکل گئی۔ اس کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز کچھ دور تک آتی رہی۔ پھر ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

عنبر، چینی لڑکی اور کیلاش قدم قدم گھوڑا چلاتے آگے بڑھ رہے تھے اور باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک پہاڑی نالہ عبور کیا اور ایک درخت کے نیچے سے گزر رہے تھے کہ دائیں جانب سے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ وہ رک گئے اور جدھر سے گھوڑوں کی آواز آ رہی تھی ادھر دیکھنے لگے۔ شام کے دھند لکے

میں انہیں کچھ گھوڑ سوار تلواریں لہراتے آگے بڑھتے نظر آئے۔ ان کی تلواریں سنہری دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ کیلاش نے سہم کر کہا:

"میرا خیال ہے ہم پھنس گئے ہیں۔"

عنبر نے پوچھا:

"کیا مطلب؟"

کیلاش نے کہا:

"شاید یہ منگول قزاق ہیں۔"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ گھوڑ سوار ان کے سروں پر آن پہنچے۔ یہ سات آٹھ منگول قزاق تھے جن کے چہروں پر درندگی اور وحشت ٹپک رہی تھی۔ ان کی خوفناک باریک آنکھیں دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ ایک ایک قزاق نے کم از کم بارہ خون کیے ہوئے ہیں۔

انہوں نے آتے ہی عنبر، کیلاش اور چینی لڑکی تھا تنگ کے ارد گرد گھیرا

ڈال لیا۔ قزاقوں کے سردار نے چیخ کر کہا:

"انہیں پکڑ کر ساتھ لے چلو۔"

دوسرے قزاقوں نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر اونٹ کے اون کی رسیاں نکال کر عنبر، کیلاش اور تھا تنگ کو کس کر باندھا، انہیں گھوڑوں پر ڈالا اور اپنے ساتھ لے کر مغربی پہاڑیوں کی طرف گھوڑے دوڑاتے غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ کیلاش اور عنبر سنبھل نہ سکے۔ کیلاش، عنبر اور تھا تنگ کو انہوں نے الگ الگ گھوڑوں پر ڈال رکھا تھا۔ ان کے گھوڑے سرپٹ بھاگ رہے تھے اور منگول منہ سے خوفناک آوازیں نکالتے جا رہے تھے۔ ایک گھاٹی اور پہاڑی درے میں سے گزر کر وہ ایک میدان میں آ گئے جس کے دونوں جانب پہاڑ تھے اور سامنے ایک جھیل تھی۔ یہاں میدان میں جھیل کنارے کچھ خیمے لگے تھے۔ جھیل پر دو تین کشتیاں کھڑی تھیں۔

منگولوں نے ان خیموں کے پاس آ کر گھوڑے روک لیے۔ عنبر، کیلاش اور تھانگ کو الگ الگ خیموں میں بند کر کے پہرہ لگا دیا گیا۔ کیلاش تو خیمے میں آتے ہی سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تھانگ سسکیاں بھرنے لگی کہ ایک مصیبت سے تو نجات ملی تھی کہ اب نئی مصیبت میں پھنس گئی۔ عنبر سوچ رہا تھا کہ ماریا جب واپس آئے گی تو کیا سوچے گی کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے۔ کاش وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتی۔ پھر ان منگول ڈاکوؤں کی قید سے نکلنا بے حد آسان تھا۔ اُسے خیال آیا کہ اس نے خوامخواہ ماریا کو آگے بھیج دیا۔

موت کے سائے

ماریا گھوڑا دوڑاتی کافی آگے نکل گئی۔

راستے میں اسے ایک پہاڑی نالہ ملا۔ پھر پہاڑیوں کے درمیان آ گیا۔ میدان کی ایک جانب بلند چٹانوں میں ایک جگہ گھاس اگ رہی تھی اور قریب ہی ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ رات بھر کے پڑاؤ کے لیے یہ جگہ بہترین ہوگی۔ چنانچہ اس مقام کو چن کر وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس چل پڑی۔ جب وہ اس مقام پر پہنچی جہاں وہ عنبر اور کیلاش وغیرہ سے جدا ہوئی تھی تو وہاں انہیں کچھ بھی نظر

نہ آیا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ کدھر چلے گئے؟ اصول کے مطابق تو انہیں اس جگہ سے کافی آگے ملنا چاہیے تھا۔ مگر وہ اس جگہ پر بھی موجود نہ تھے۔ ماریا ایک لمحے کے لیے وہاں رک گئی۔ پہلے اس نے سوچا کہ کہیں وہ راستہ بدل کر آگے نہ بڑھ رہے ہوں۔ پھر خیال آیا کہ وہ ایسی صورت میں راستہ کیونکر بدل سکتے ہیں جبکہ انہیں معلوم تھا کہ ماریا آگے گئی ہوئی ہے۔

تو پھر یہ لوگ کہاں گم ہو گئے؟

ماریا کے دماغ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ویسے وہ بڑی پریشان ہو گئی کہ آخر یہ ماجرا کیا ہوا۔ پتھریلی زمین پر گھوڑوں کے کھروں کے نشان بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ورنہ ان سے ہی اندازہ ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ کدھر گئے ہیں۔ کچھ نہ سوچتے ہوئے ماریا نے پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ یہ سوچ کر کہ وہ لوگ کسی خیال سے اوپر سے

چکر کاٹ کر نہ آگے جا رہے ہوں۔ وہ بہت دور پیچھے نکل گئی۔ یہاں تک کہ اسے رات نے آلیا۔ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا۔ ماریا گھوڑے پر سے اتر پڑی۔ یہاں وہی نالہ تھا جس پر سے وہ گزر کر آگے گئے تھے۔ ماریا نے ایک جگہ گھوڑا باندھا اور پوستین بچھا کر پتھروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ عنبر اور کیلاش کہاں گم ہو گئے۔ سوچتے سوچتے اُسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

اب ذرا ناگ اور کادمبری کی بھی خبر لیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟

ناگ اور کادمبری نے اکٹھے دریائے آمو کار سوں کا پل عبور کیا اور پہاڑوں کے دامن میں سے گزر کر ایک ایسے مقام پر آگئے جہاں سے سکم شہر کی سرحد شروع ہوتی تھی۔ وہ نندن سر کے راجہ کی سرحدوں سے بچ کر نکل آئے تھے۔ اب انہیں راجہ کے سپاہیوں کا ڈر نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت وہ سکم شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ کادمبری نے ناگ کو

بتایا کہ اس شہر میں اس کا بھائی پرانی کھالوں اور خشک میووں کا کاروبار کرتا ہے۔ کادمبری کو اس کے گھر کا پتہ نہیں تھا۔ شہر میں بڑی رونق تھی۔ ناگ نے ایک جگہ سے کارواں سرائے کا پوچھا اور وہ سرائے میں جا کر اتر گئے۔ رات انہوں نے سرائے میں بسر کی۔

صبح ہوئی تو ناگ نے سرائے کے مالک سے کادمبری کے بھائی کا پتہ پوچھا۔ اس نے کہا:

"یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر شہر سے باہر ایک سوداگر رہتا ہے جو پرانی کھالوں اور خشک میووں کا کاروبار کرتا تھا۔ اس سے مل کر آپ کو کچھ پتہ چل سکے گا۔"

ناگ، کادمبری کو لے کر شہر سے باہر آ گیا۔

کافی دور پہاڑوں میں چلنے کے بعد اسے ایک جگہ کچھ مکان دکھائی دیے۔ ان مکانوں میں سے ایک مکان کے اردگرد باغ بنا تھا۔

ناگ نے وہاں جا کر نوکر سے پوچھا کہ یہاں کون رہتا ہے؟ اس نے
سوداگر کا نام بتایا تو وہ کادمبری کا بھتیجا ہی نکلا۔ کادمبری خوشی خوشی
مکان کے اندر داخل ہوگئی۔ سامنے اس کا بھائی تخت پر قالین بچھائے
کچھ سوداگروں سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے جو اپنی بہن کو آتے
دیکھا تو حیران ہو کر اٹھا اور کادمبری کے پاس آ کر بولا:

''کادمبری بہن! یہ تم ہو؟ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟''

کادمبری نے کہا:

''بھائی! میں کادمبری ہوں۔ دیوتاؤں نے ہمیں ایک بار پھر ملا
دیا۔''

اس نے بہن کو گلے سے لگا لیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو
آ گئے۔ کادمبری نے ناگ سے ملایا اور کہا:

''اگر میرا بھائی ناگ میری مدد نہ کرتا تو میں آج تمہارے پاس نہ

پہنچ سکتی۔ اس نے مجھے ہر مصیبت سے نکال کر یہاں تک پہنچایا ہے۔"

کادبری کے بھائی نے ناگ کا ہاتھ چوم کر کہا:

"میرے عزیز! میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں؟ تم نے میری پیاری بہن کو مجھ سے ملا کر جو احسان کیا ہے اُسے میں ساری زندگی نہیں بھلا سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"یہ تو میرا فرض تھا کہ ایک بے سہارا عورت کی مدد کروں اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دوں۔ کادبری اگر آپ کی بہن ہے تو یہ میری بہن بھی تو ہے۔"

کادبری کے بھائی نے کہا:

"ناگ بھائی! آپ واقعی ایک عظیم انسان ہیں۔ میرا گھر آپ

کے لیے حاضر ہے۔ اسے اپنا گھر ہی سمجھیے اور جب تک جی چاہے یہاں رہیے اور سکم کی سیر کیجیے۔"

"شکریہ بھائی! بہت بہت شکریہ۔"

باتوں کے دوران کادمبری کے بھائی نے ایک بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ ناگ باتیں کرتے ہوئے آنکھیں نہیں جھپکتا تھا۔ اس نے اس کا ذکر اپنی بہن کادمبری سے کیا تو وہ بات کو چھپاتے ہوئے بولی:

"تمہارا وہم ہے بھائی! ناگ آنکھیں جھپکاتا ہے۔"

مگر اسے یقین نہ آیا۔

رات کو ناگ الگ کمرے میں سویا۔ کادمبری کے بھائی کو شک پڑ گیا تھا کہ ناگ کوئی جادوگر ہے اور وہ جادو کے زور سے چیزوں کو گم کر سکتا ہے۔ اس نے جوگیوں اور سنیاسیوں سے سن رکھا تھا کہ جو شخص

آنکھیں نہیں جھپکتا وہ یا تو جادوگر ہے اور یا اس پر سانپ کا اثر ہوتا ہے

۔آدھی رات کو کادبری کا بھائی دبے پاؤں ناگ کے کمرے میں آیا

اور اسے سوتا ہوا غور سے دیکھنے لگا۔ناگ کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ

سو رہا تھا۔

کادبری کی بھائی ڈر کر باہر نکل آیا۔اسے یوں لگا جیسے ناگ نے

سوتے میں اسے دیکھ لیا ہو۔صبح وہ ناگ سے آنکھیں ملاتے ہوئے

کترا رہا تھا۔اس نے کادبری سے کوئی بات نہ کی۔دوسری رات اس

نے ایک سانپ لے کر ناگ کے کمرے میں بستر کے نیچے چھپا دیا۔

رات کو ناگ سونے کمرے میں آیا۔وہ بستر پر لیٹا ہی تھا کہ اسے

سانپ کی بو محسوس ہوئی۔اس نے کوئی خیال نہ کیا۔کیونکہ اس علاقے

میں اکثر سانپ پائے جاتے تھے۔لیکن آدھی رات کو جب وہ سو رہا تھا

تو سانپ بستر کے نیچے سے نکل آیا اور اپنا پھن پھیلا کر ناگ کے

چہرے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ٹھیک اس وقت کا دمبری کا بھائی بھی پردے کے پیچھے چھپا کھڑا تھا اور یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔

سانپ نے پھن پھیلا کر سوئے ہوئے ناگ کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اس پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔دوسری طرف ناگ کی بھی آنکھ کھل گئی۔اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ پھن پھیلائے اس کے سامنے جھوم رہا ہے۔ناگ نے ہاتھ بڑھا کر سانپ کو گردن سے پکڑ لیا۔سانپ کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ناگ نے کہا:

"کیوں او بے ادب! تجھے معلوم نہیں تھا کہ تو کس کے کمرے میں آ گیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کون ہوں؟"

سانپ نے گردن نیچی کر لی جیسے اس سے معافی مانگ رہا ہو۔ ناگ نے سانپ کو جھٹک کر فرش پر پھینک دیا اور خود کروٹ بدل کر سو گیا۔سانپ چپکے چپکے ڈر کر رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کادمبری کا بھائی یہ تماشا دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ صبح اٹھ کر اس نے ناگ سے سانپ کے بارے میں بات کی تو ناگ مسکرا کر کہنے لگا:

"مجھے میرے گورو نے ایک ایسا منتر دیا ہے جس کے پڑھنے سے سانپ کا زہر مجھ پر اثر نہیں کرتا اور سانپ سامنے آتے ہی غلام بن جاتا ہے۔"

کادمبری کا بھائی بولا:

"کیا آپ مجھے وہ منتر بتائیں گے؟"

ناگ ہنس کر بولا:

"وقت آنے پر ضرور بتاؤں گا۔"

اسی روز ناگ نے کادمبری اور اس کے بھائی سے اجازت لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سکم شہر سے روانہ ہو گیا۔ اب اس کا سفر آگے کیلئے شروع ہو گیا تھا۔ سکم شہر سے نکل کر وہ پہاڑیوں میں اس راستے پر ہو لیا

جو ملک چین کو جانے والی بڑی شاہراہ کی جانب جاتا تھا۔ شام تک وہ اکیلا سفر کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے وہ ایک پہاڑی چشمے پر پہنچ کر رک گیا۔ وہ تھک گیا تھا۔ یہاں اس نے رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ رات بھر وہ پتھروں پر پوستین میں گھسا، کبھی سویا اور کبھی جاگتا رہا اور سوچتا رہا کہ کیا وہ چین میں اپنے دوست عنبر اور اپنی بہن ماریا سے مل سکے گا۔

دن نکلا تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر آگے چل پڑا۔

دوپہر تک وہ سفر کرتا رہا۔ تیسرے پہر اُسے دور پہاڑی ڈھلان پر ایک جھونپڑا نظر آیا۔ یہ وہی جھونپڑا تھا جہاں عنبر، ماریا اور کیلاش ٹھہرے تھے اور انہیں چینی لڑکی تھا نگ ملی تھی۔ ناگ ڈھلانی میدان میں سے گزر کر اس جھونپڑے میں آگیا۔ یہاں سوائے گھاس پھونس، دو چار مٹی کے برتنوں کے اور اک تخت پوش کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

ناگ کو یہاں فضا میں اپنے جگری دوست عنبر اور بہن ماریا کی بو محسوس ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ دونوں اس جگہ رکے ہیں اور رات بسر کر کے آگے گئے ہیں۔ یہ سانپ ہونے کی وجہ سے اس کی چھٹی حس تھی جو اسے احساس دلا رہی تھی۔

ناگ نے اس جگہ رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

رات بھر ناگ کو اپنے دوست کی بو آتی رہی۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عنبر اور ماریا اسی جگہ سے گزرے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ناگ کو ایک اور بو بھی آرہی تھی۔ یہ بو اس کو کسی اجنبی شخص کی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عنبر اور ماریا کے ساتھ یہ اجنبی شخص کون سفر کر رہا ہے؟ یہ دوسرا شخص کیلاش تھا۔ رات کے پچھلے پہر ناگ کو نیند آئی اور وہ سو گیا۔ پچھلے پہر اس کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو وہی قزاق جس کو ماریا نے بھگا دیا تھا اور جس

سے چینی لڑکی اور جواہرات کی تھیلی چھین لی تھی اس کے سر کے اوپر کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"اٹھو! کون ہو تم؟"

ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جھونپڑے میں شمع جل رہی تھی۔ ناگ نے کہا:

"بھائی! میں مسافر ہوں اور چین کی طرف کا سفر کر رہا ہوں۔"

قزاق نے گرج کر کہا:

"تمہارے پاس جو کچھ ہے میرے حوالے کر دو۔ تمہارا گھوڑا میں نے پہلے ہی لے لیا ہے۔ نکالو تمہارے پاس جو کچھ ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میرے پاس سونے کے کچھ سکے ہیں۔ خدا کے لیے مجھ سے یہ نہ لو۔ نہیں تو میں راستے میں بھوکا مر جاؤں گا اور گھوڑے کے بغیر تو میں

دو قدم بھی نہ چل سکوں گا۔"

"بکواس بند کرو۔ نہیں تو خنجر مار کر تمہارا ابھی کام تمام کر دوں گا۔"

ان ہی باتوں میں صبح ہو گئی۔ قزاق ناگ کے سونے کے سکے اور گھوڑا لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ اس کے لیے اب کوئی اور راستہ نہ تھا سوائے اس کے کہ ڈاکو کو سانپ بن کر ڈس لے۔ مصیبت یہ تھی کہ اس کے اندر اتنا زہر اکٹھا ہو گیا تھا کہ اس کے کاٹتے ہی انسان ہلاک ہو جاتا تھا۔ وہ اگر چاہے بھی تو زہر میں کمی نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور مختلف جھاڑیوں اور ٹیلوں میں سے نکل کر اس راستے پر ہو کر بیٹھا جہاں سے ابھی ڈاکو کو گزرنا تھا۔ اس نے دور سے دیکھا۔ ڈاکو گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سانپ اسے زمین پر سے اچھل کر نہیں ڈس سکتا تھا۔

ناگ جلدی سے ایک ایسی چٹان پر چڑھ گیا جو سڑک پر آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ ڈاکو قریب آ رہا تھا۔ جونہی وہ ناگ کے نیچے سے گزرنے لگا سانپ نے چٹان پر سے ڈاکو کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ ڈاکو ہڑبڑا کر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اس عرصے میں سانپ نے ڈاکو کو ڈس لیا تھا۔ وہ زمین پر اکڑنے لگا۔ اس کا بدن نیلا پڑ کر پھٹنا شروع ہو گیا۔ سانپ نے دوبارہ انسان کی جون بدل لی۔ ڈاکو کی آنکھیں پھٹ کر بہہ گئی تھیں اور وہ مر چکا تھا۔ ناگ نے اپنی چیزیں اور سونے کے سکے دوبارہ اپنی جیب میں ڈالے اور گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیا۔ اس ڈاکو نے اپنے ساتھی کو ہلاک کیا تھا۔ قدرت نے اس کو قتل کی سزا دے دی تھی۔

جھونپڑے کے قریب سے دوبارہ گزر کر وہ گھاٹیوں میں سے ہوتا ہوا پتھریلے میدان میں آ گیا۔ وہ بڑے سکون سے چلا جا رہا تھا کہ

ایک طرف سے کچھ منگول گھوڑ سوار آتے دکھائی دیے۔ وہ رو کا نہیں بلکہ چلتا رہا۔ گھوڑ سوار اس کے ارد گرد آ کر رک گئے۔ انہوں نے لپک کر اس کی مشکیں کس دیں اور گھوڑے پر ڈال لیا۔ پھر اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور اسے ساتھ لے کر اسی جھیل کی طرف روانہ ہو گئے جہاں انہوں نے اس سے پہلے کیلاش، عنبر اور چینی لڑکی تھا نگ کو قید کر رکھا تھا۔ یہ منگول قزاقوں کا ایک قبیلہ تھا جو کاشان کے علاقے سے اتر کر اس علاقے میں ڈاکے مارتا اور لوگوں کو اغوا کرتا پھرتا تھا۔ یہ ڈاکو سونا اور مالِ غنیمت تو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور آدمیوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنا کر فروخت کر دیتے تھے۔

ناگ کو لے جا کر منگولوں نے خیمے میں بند کر دیا۔ اس نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ وہ یہ سوچ کر خاموش ہو رہا کہ دیکھیں قدرت اسے کیا دکھاتی ہے۔ وہ خیمے کے اندر بند کر دیا گیا تھا۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ

اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر عنبر، کیلاش اور چینی لڑکی تھانگ بھی الگ الگ خیموں میں قید ہیں۔ ناگ اصل میں سفر کرتے کرتے تھک گیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کسی جگہ آرام کرے۔ خواہ وہاں وہ قید میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قید کی اس کو فکر نہ تھی۔ وہ قید سے جب چاہے آزاد ہو سکتا تھا۔

ماریا بھی عنبر اور کیلاش کی تلاش میں چلی آ رہی تھی۔ بہت دور پیچھے جا کر بھی جب اسے اپنے ساتھیوں کا سراغ نہ ملا تو وہ واپس ہو کر آگے کو روانہ ہو گئی۔ ایک مقام پر آ کر اس نے گھوڑوں کے پاؤں کے نشان دیکھے۔ وہ گھوڑے پر سے اتر کر ان نشانوں کو جھک کر غور سے تکنے لگی۔ یہ سراغ پہلو کی جانب مغربی پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر ان کھروں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ دوپہر تک چلتی گئی۔ دوپہر کے بعد اسے دور سے ایک پانی کی جھیل

کا چمکیلا کنارہ نظر آیا۔ جھیل کے کنارے خیمے لگے تھے اور منگول وہاں ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔

گھوڑوں کے قدموں کے نشان ان خیموں کی طرف ہی چلے گئے تھے۔ ماریا کو شک سا ہونے لگا کہ کہیں ان منگولوں نے عنبر، کیلاش اور تھا نگ کو اغوا نہ کر لیا ہو۔ کیونکہ اس نے منگولوں کے ڈاکوں اور لوٹ مار وغیرہ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار قدم قدم چلتی ان خیموں کے پاس آ گئی۔ یہ خیمے ایک جگہ اکٹھے لگے ہوئے تھے۔ ان میں منگول بیٹھے کام کاج کر رہے تھے۔ کچھ عورتیں کھانا تیار کر رہی تھیں۔ باہر کچھ منگول تلواریں تیز کر رہے تھے۔ وہ سارے کے سارے شکل صورت سے ڈاکو معلوم ہوتے تھے۔ ماریا ان سے ذرا فاصلے پر سے گزرتے ہوئے آگے نکل کر جھیل کے پاس آ گئی۔ جھیل میں دو کشتیاں کھڑی تھیں۔ ماریا واپس دوبارہ خیموں کے پاس

آ گئی۔اس نے ایک خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانک کر دیکھا۔اندر لوٹ مار کا قیمتی سامان پڑا تھا۔

ماریا کا شبہ یقین میں تبدیل ہو گیا کہ یہ منگول ڈاکو ہیں اور لوٹ مار کے علاوہ ضرور عورتوں اور مردوں کو اغوا کر کے انہیں غلام بنا کر فروخت بھی کرتے ہوں گے۔ماریا نے دیکھا کہ ذرا فاصلے کر ڈھلان کی جانب چھ سات خیمے الگ الگ لگے تھے۔ان کے باہر منگول ڈاکو ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ماریا اس طرف چلنے لگی۔

قتلِ عام

ساتوں خیمے تھوڑے فاصلے پر لگے ہوئے تھے۔

ماریا ایک خیمے کے پاس آئی۔ خیمے کے دروازے پر دو پہرے دار منگول پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا ابھی کچھ سوچ رہی تھی کہ اندر سے دو منگول ڈاکو ایک لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے۔ ماریا نے لڑکی کو پہچان لیا۔ یہ چینی لڑکی تھا نگ تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ عنبر اور کیلاش بھی یہیں کسی جگہ قید ہوں گے۔ منگول چینی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے

خیموں کے درمیان میں آئے۔ یہاں پہلے ہی سے پانچ چھ قزاق بیٹھے انگوروں کی دعوت اڑا رہے تھے۔ انہوں نے تھانگ کو بیچ میں لا کر پھینک دیا۔ بے چاری تھانگ کی بری حالت تھی۔ وہ رو رہی تھی اور ہاتھ جوڑ کر انہیں ظلم سے باز رکھنے کی التجائیں کر رہی تھی۔ لیکن سنگدل قزاق قہقہے لگا رہے تھے۔

ایک قزاق نے ہنٹر لہرا کر کہا:

"لڑکی! اگر تم نے ہمیں اپنا مشہور چینی رقص نہ دکھایا تو ہنٹر مار مار کر تمہاری چمڑی ادھیڑ ڈالی جائے گی۔"

ماریا یہ سارا تماشا ذرا فاصلے پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔ چینی لڑکی زاروقطار روئے جا رہی تھی۔ لیکن اس کی فریاد سننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔ منگول قزاق اسے ہنٹروں سے پیٹنے لگا۔ چینی لڑکی کی چیخیں نکل گئیں۔ اب یہ نظارہ ماریا سے نہ دیکھا گیا۔ اس نے پیٹی میں سے خنجر

نکالا اور منگول کی چھاتی کا نشانہ لگا کر اسے زور سے اچھال دیا۔ خنجر زن کی آواز کے ساتھ ماریا کے ہاتھ سے نکلا اور سیدھا اس منگول کے سینے میں جا کر کھب گیا جو تھا نگ کو ہنٹر مار رہا تھا۔ منگول سینے کو پکڑ کر زمین پر گر پڑا اور اس کی چھاتی سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔

سارے قزاق حیران رہ گئے کہ یہ خنجر کدھر سے آیا۔ وہ تلواریں نکال کر ادھر ادھر دوڑنے اور دشمن کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے اور اسکے علاوہ وہاں اور کوئی دشمن نہیں تھا۔ زخمی منگول کو اٹھا کر وہ خیمے میں لے گئے۔ دوسرے قزاق نے ہنٹر پکڑ کر چینی لڑکی پر غصہ نکالنا شروع کر دیا۔ وہ تھا نگ کو اس قدر زور سے مارنے لگا کہ وہ بلبلا اٹھی۔

ماریا نے زمین پر گرا ہوا ایک نیزہ اٹھالیا۔ نیزہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ اس نے نیزے کو ہاتھوں میں تول کر منگول کی

طرف پوری طاقت سے پھینک دیا، نیزہ منگول کے سینے میں پسلیوں کو توڑ کر دوسری طرف نکل گیا۔ وہ نیزے میں پرویا گیا۔ اس کی ایک کرب ناک چیخ بلند ہوئی اور وہ نیزے پر ہاتھ رکھے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ وہاں سب منگول خیموں سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک عجیب تماشا ہو رہا تھا کہ فضا میں سے خنجر اور نیزے برس رہے تھے اور قاتل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ منگول چیخیں مارتے، چلاتے ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے۔

چینی لڑکی تھاتمگ سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ وہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی کہ اس کی مدد کے لیے ماریا پہنچ گئی ہے۔ ایک قزاق نے تھاتمگ کو اٹھایا اور خیمے میں لا کر بند کر دیا۔ ماریا نے ان لوگوں کو اسی جگہ حیران و پریشان چھوڑا اور خود قدم قدم گھوڑے کو چلاتی ہوئی چینی لڑکی کے خیمے کے قریب آ گئی۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ اندر کیسے داخل ہو۔ اگر وہ گھوڑے

سے اترتی ہے تو گھوڑا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ماریا گھوڑے کو دوڑا کر کافی دور درختوں کے پاس لے آئی۔ یہاں اس نے جھاڑیوں کی اوٹ میں گھوڑے کو چھپا کر اس پر سے نیچے اتر آئی۔ اس کے اترتے ہی گھوڑا نظر آنے لگا۔ ماریا وہاں سے پیدل چل کر چینی لڑکی تھانگ کے خیمے کے باہر آگئی۔

یہاں دو منگول پہرہ دے رہے تھے۔ انہیں ماریا بالکل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ حالانکہ وہ ان کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ اس نے زمین پر سے پتھر اٹھا کر ذرا پرے پھینک دیا۔ پتھر گرنے کی آواز پر پہرہ دار اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے آواز آئی تھی۔ ماریا نے موقع غنیمت جان کر خیمے کا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پہرے دار پردے کو بھی اٹھتا ہوا دیکھیں۔

اندر تھانگ گھاس پر سر جھکائے بیٹھی رو رہی تھی۔ ماریا نے قریب

جا کر آہستہ سے بولا کہ میں آ گئی ہوں فکر نہ کرو۔ تھانگ نے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ماریا اس کے قریب ہی کھڑی ہے۔ ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر تھانگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:

"تھانگ! یہ بتاؤ کیلاش اور عنبر کہاں ہیں اور تم لوگ ان منگول قزاقوں کے پھندے میں کیسے پھنس گئے؟"

تھانگ نے راستے میں ڈاکہ پڑنے اور پھر رسیوں میں کس کر انہیں اغوا کرنے کا سارا واقعہ سنا دیا۔ اگرچہ وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔ پھر بھی پہریداروں نے اس کی آواز سن لی۔ ایک پہرے دار نے اندر جا کر چاروں طرف دیکھا اور پوچھا:

"تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

تھانگ نے کہا:

"اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہوں۔"

منگول کچھ حیرت سے تھانگ کی طرف اور پھر خالی خیمے میں نظر دوڑائی اور بولا:

"خبردار! اگر تم نے اپنے آپ سے بات بھی کی۔"

تھانگ نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔ جب وہ باہر نکلنے لگا تو ماریا اس کی گردن پر تلوار کا ہاتھ مارنے ہی والی تھی کہ یہ سوچ کر رک گئی کہ ابھی اسے کیلاش اور عنبر کی بھی خبر لینی ہے۔ ابھی سے یہاں افراتفری مچانا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ افراتفری کی صورت میں منگول کیلاش اور چینی لڑکی کو ہلاک کر ڈالتے۔ پہرے دار باہر نکل گیا تو ماریا نے آہستہ سے پوچھا:

"وہ لوگ کہاں ہیں؟"

چینی لڑکی نے دھیمی آواز میں کہا:

"میرا خیال ہے وہ ساتھ والے خیمے میں قید ہیں۔ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنا کر بیچنے کا دھندا کرتے ہیں۔ ماریا بہن! تم بڑے ٹھیک وقت پر آئی ہو۔ یہاں سے ہمیں نکال لے چلو۔ نہیں تو ہماری خیر نہیں۔"

ماریا بولی:

"گھبراؤ نہیں۔ میں یہی کوشش کر رہی ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں۔ میں عنبر کے خیمے میں جا رہی ہوں۔ تم اپنی جگہ سے مت ہلنا۔"

"بہت اچھا۔"

یہ کہہ کر ماریا خیمے سے سے باہر نکل آئی۔ ایک سپاہی نے خیمے کے پردے کو اپنے آپ اٹھتے اور گرتے دیکھتے تو وہ آنکھیں ملنے لگا۔ اسے اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ خیمے کا پردہ اپنے آپ بھی اوپر اٹھ کر نیچے گر

سکتا ہے۔ پھر اس نے سر کو یوں جھٹک دیا جیسے وہ اس کا وہم ہو۔

حالانکہ یہ وہم نہیں تھا۔ ماریا نے دوسرے پردے میں سے جھانک کر دیکھا تو اندر عنبر خاموشی سے زمین پر بیٹھا تھا۔ ماریا نے سرگوشی میں کہا:

''میں آ گئی ہوں عنبر بھائی!''

عنبر مسکرایا۔

''ماریا بہن! مجھے پوری امید تھی کہ تم ہماری مدد کو ضرور آؤ گی۔ دوسرے خیمے میں کیلاش قید ہے۔ اس کا برا حال ہو رہا ہے، اسے جا کر تسلی دو۔''

ماریا کہنے لگی:

''جاتی ہوں مگر یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے کمال کیا۔ منگولوں کا مقابلہ بھی نہ کر سکے۔''

عنبر بولا:

"انہوں نے اس طرح اچانک ہمیں آ کر پکڑ کر جکڑ لیا کہ اتنی مہلت ہی نہ دی کہ ہم مقابلہ کر سکتے۔ بہر حال اب تم آ گئی ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کریں گے لیکن سب سے پہلے کیلاش کی جا کر خبر لو۔"

خیمے کے اندر سے سرگوشیوں کی آواز سن کر اس خیمے کا پہرے دار منگول بھی اندر آ گیا اور شبے کی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا مگر وہاں اسے عنبر کے سوا اور کوئی بھی شخص دکھائی نہ دیا۔ اس نے عنبر کی پسلیوں میں ہنٹر کا دستہ مار کر کہا:

"کس سے باتیں کر رہے تھے تم؟"

عنبر مسکرا کر بولا:

"دیوتاؤں کے بیٹے سے۔"

منگول گرجا:

"بکواس بند کرو۔ کل جب تمہیں یہاں سے لے جا کر منڈی

میں غلام بنا کر بیچ دیا جائے گا تو تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ پھر بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کر سکو گے۔"

عنبر بولا:

"کیا حضور مجھے معاف نہیں کر سکتے؟"

"ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

عنبر نے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا۔ پہرے دار باہر جانے لگا تو ماریا نے اس کی ٹانگوں کے آگے اپنی ٹانگ رکھ دی۔ وہ الٹ کر گر پڑا۔ اٹھتے ہی وہ جہاں گرا تھا وہاں پھٹی ہوئی آنکھوں سے اس ٹانگ کو تلاش کرنے لگا جس سے ٹکرا کر وہ زمین پر گر پڑا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر تکنے لگا۔ عنبر ہنس پڑا۔ اس نے غصے میں آ کر پیٹی میں سے خنجر نکال لیا اور عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر کو بچنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ منگول نے طیش میں

آ کر پوری طاقت سے خنجر عنبر کی گردن میں گھسیڑ دیا۔ عنبر کو تو کچھ نہ ہوا! البتہ ماریا نے اوپر سے تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے منگول کی گردن تن سے جدا کر دی۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا ماریا! اسے حملہ کرنے دیتے مجھے کیا ہونے لگا تھا؟"

ماریا بولی:

"میں برداشت نہیں کر سکی کہ یہ خنجر سے میرے بھائی پر حملہ کرے۔"

ان کی آواز سن کر باہر کا منگول پہرے دار بھی اندر آ گیا۔ اس نے جو اپنے ساتھی کی لاش کو خون میں لت پت دیکھا تو بوکھلا گیا۔ انتقام کی آگ اس کے سینے میں بھڑک اٹھی۔ اس نے تلوار کھینچی اور بھاگ کر عنبر پر ٹوٹ پڑا۔ عنبر پرے ہٹ گیا۔ منگول منہ کے بل زمین پر گرا۔

عنبر نے کہا:

"ماریا! اسے زندہ مت چھوڑنا! نہیں تو کیلاش اور تھانگ کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔"

منگول نے حیرانی سے عنبر کی طرف دیکھا کہ وہ کس کو کہہ رہا ہے کہ منگول پر حملہ کرو۔ ابھی وہ حیران ہو ہی رہا تھا کہ پیچھے سے ایک خنجر اس کی پشت میں کھب گیا جس نے اس کے دل کے دو ٹکڑے کر دیے۔ منگول بغیر آواز نکالے گھاس پر لڑکھڑا کر گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ عنبر اور ماریا نے مل کر دونوں منگولوں کی لاشیں گھاس پھوس کے ڈھیر کے اندر چھپا دیں اور خون کو بھی وہاں سے صاف کر دیا۔

عنبر کہنے لگا:

"میرا خیال ہے کہ کیلاش ساتھ والے خیمے میں قید ہے۔ جلدی سے جا کر اسے وہاں سے کسی طرح نکال کر جھیل کے مشرقی کنارے

والی جھاڑیوں میں لے جاؤ۔ اس کے بعد کسی طرح تھانگ کو بھی وہاں پہنچا دو۔ پھر میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ منگول بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کے ساتھ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

ماریا جلدی سے وہاں سے نکل کر باہر آ گئی۔ باہر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی کہ اندر دو منگول قزاق قتل کر دیے گئے ہیں کہ۔ لیکن انہیں تھوڑی دیر بعد پتہ لگ جانا تھا کیونکہ خیمے کے دروازے پہ پہرے دار کوئی نہیں رہا تھا۔ ماریا چپکے چپکے چلتی دوسرے خیمے کے پاس آ گئی۔ اس خیمے کے دروزے پر بھی پردہ لٹک رہا تھا۔ اس کا رخ تھوڑا سا جھیل کی طرف تھا۔

دروازے پر دو پہرے دار نیزے ہاتھوں میں تھامے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا نے ان کی آنکھ بچا کر دروازے کا پردہ تھوڑا سا اٹھایا اور خیمے کے اندر داخل ہو گئی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اندر تاگ

بڑے مزے سے گھاس پر لیٹا گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ ہلا کر

اسے جگا دیا۔

"کون ہے؟" ناگ نے اٹھتے ہی کہا۔ مگر اسے کوئی دکھائی نہ

دیا۔

"مجھے کس نے جگایا ہے؟"

جب اسے نے دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو چپکے سے پھر سونے

کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا نے ایک بار پھر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ ہڑ بڑا

کر اٹھ بیٹھا۔ ماریا ہنس پڑی۔

"ناگ بھائی!"

"ارے......... یہ تو ماریا کی آواز ہے۔ ماریا بہن! تم کہاں ہو؟"

"میں تمہارے پاس کھڑی ہوں۔"

"کہاں؟"

"یہاں" اور ماریا نے اپنا ہاتھ ناگ کے سر پر رکھ دیا۔

"لیکن تم دکھائی کیوں نہیں دے رہیں؟ تم نظروں سے غائب کیوں ہو عنبر کہاں ہے؟ تم سب لوگ کہاں ہو؟"

ماریا نے آہستہ آواز میں کہا:

"سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے کسی جادو کے اثر سے غائب کر دیا گیا ہے۔ کسی وقت بھی اس جادو کا اثر ٹوٹ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم اتنی لمبی تان کر کیوں سو رہے تھے؟ کیا تمہیں احساس نہیں کہ تم خونخوار منگولوں کی قید میں ہو اور تمہیں یہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

ناگ بولا:

''وہ تو ٹھیک ہے ماریا بہن! لیکن میں نے سوچا کہ اگر یہ پکڑ کر لے آئے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ذرا خیمے میں آرام ہی کرلیں گے۔ یہاں سے فرار ہونا تو میرے لیے کوئی مشکل بات ہی نہیں۔ جب اور جس وقت چاہوں گا۔ یہاں سے فرار ہو جاؤں گا۔ یہ بتاؤ کہ عنبر اور تم کہاں گم ہو گئے تھے جھیل نندن سر پر سے پانی میں بھگو کر مجھے کون لایا تھا؟ اور.........اور پجاری کی کوٹھڑی میں مجھے کون پھینک گیا تھا؟''

ماریا بولی:

''اُفوہ! تم تو ایک ہی سانس میں اتنی ڈھیر ساری باتیں کر گئے ہو عنبر بھائی! اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ عنبر کے علاوہ ایک

نوجوان کیلاش اور دوسری نوجوان لڑکی تھا نگ کو ان ظالموں کے چنگل سے رہائی دلائی جائے۔"

ناگ نے پوچھا:

"بہر حال یہ وقت تفصیل بتانے کا نہیں۔ یہ ہمارے بہن بھائی ہی ہیں۔ بعد میں تمہیں سب کچھ بتا دیں گے۔"

"یہ لوگ کس جگہ قید ہیں؟"

"ساتھ والے خیموں میں۔"

"یعنی سامنے والے خیمے میں؟"

"نہیں۔ ایک بائیں طرف والے خیمے میں اور ایک دائیں طرف والے خیمے میں عنبر بیٹھا ہوا ہے۔"

"ابھی سب کو یہاں سے باہر نکالتے ہیں۔"

"یہ منگول بڑے خوفناک لوگ ہیں۔ ہمیں بڑی احتیاط سے کام

لینا ہوگا۔ اگر ذرا سی بے احتیاطی ہوگئی تو یہ لوگ کیلاش اور چینی لڑکی تھانگ کو ضرور قتل کر دیں گے۔"

"تم میرے ساتھ رہنا۔ ہم دونوں باہر نکل کر منگولوں کی خبر لیتے ہیں۔ میں تمہارے پہلو میں زمین پر چلوں گا۔ اگر کسی جگہ الگ ہونا پڑا تو ایک دوسرے کو اطلاع دے کر الگ ہوں گے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ دیکھو کوئی اندر آ رہا ہے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔

خیمے کا پردہ ہٹا اور ایک منگول ہاتھ میں لوہے کا پیالہ لیے اندر داخل ہوا اور بولا:

"یہ لو شوربہ پیو۔ کل تمہیں ہمارے ساتھ شغر کی منڈی جانا ہوگا۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے تمہیں ہر طرح سے صحت مند رہنا ہوگا تا کہ منڈی میں تمہاری زیادہ قیمت پڑ سکے۔ ویسے تم نوجوان ہو اور طاقتور

میں سانپ ہوں

اس کہانی میں عنبر کی ملاقات ایک ایسے
سانپ سے ہوتی ہے جو سو سولہ ہونے کی
وجہ سے ہر روپ دھار لیتا ہے پھر دونوں
کیا کرتے ہیں

ابھی پڑھیے "اردو رسالہ" پہ

جسم کے مالک ہو۔ تمہارے دام زیادہ اٹھیں گے۔"

ناگ نے شوربے کا پیالہ لے کر دو گھونٹ پی کر کہا:

"کیا مجھے اتنی اجازت ہے کہ میں تھوڑا سا شوربہ دیوتاؤں اور مرے ہوؤں کی روحوں کے نام پر زمین پر پھینک دوں؟"

"ہرگز نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں پچاس کوڑوں کی سخت سزا دی جائے گی۔"

ناگ نے شوربہ پیتے ہوئے کہا:

"ماریا! تم جا کر اپنا کام کرو۔"

منگول نے چونک کر پوچھا:

"یہ تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

ناگ ہنس پڑا۔

"اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہوں منگول! تم گھبرا کیوں گئے؟"

"بکواس بند کرو اور چپکے ہو کر بیٹھے رہو۔ اگر اب میں نے تمہاری آواز سنی تو کوڑے مار مار کر چمڑی ادھیڑ ڈالوں گا۔"

اس دوران میں ماریا باہر نکل گئی تھی اور باہر خیمے سے ذرا ہٹ کر ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس کھڑی ناگ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ منگول پہرے دار باہر چلا گیا تو ناگ نے شوربے کا پیالہ زمین پر رکھ دیا۔ پھر اس نے چہرہ اوپر اٹھا کر ہلکی سی پھنکار ماری اور سانپ کی جون میں آ گیا۔ سانپ بن کر وہ خیمے کے اندر رینگتا ہوا پچھلی طرف سے باہر نکل گیا۔ اس نے ماریا کو تلاش کر لیا۔ ماریا نے جھک کر کہا:

"میرے ساتھ ساتھ رہنا ناگ!"

ڈاکوؤں سے نجات

اب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

پہاڑوں کے دامن میں جھیل پر سائے گہرے ہو رہے تھے۔

خیموں کے باہر منگولوں نے کہیں کہیں الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ ماریا ناگ کو لے کر عنبر کے خیمے کی طرف آ گئی۔ اس نے ناگ کو ایک جگہ جھاڑیوں میں رکنے کے لیے کہا اور خود چپکے سے پہرے دار کی آنکھ بچا کر خیمے کے اندر داخل ہو گئی۔ عنبر لیٹا ہوا تھا۔ ماریا نے اسے سرگوشی میں آواز دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''کیا کیلاش کا پتہ چلا؟''

''اس کی طرف تو میں ابھی جاتی ہوں۔ پہلے یہ خوش خبری سن لو کہ ناگ مل گیا ہے۔''

''کیا کہا؟ میرا دوست! میرا بھائی ناگ مل گیا ہے؟ کہاں ہے وہ؟''

''باہر ایک جھاڑی میں چھپا ہوا ہے۔ منگولوں نے اسے بھی اغوا کر کے ساتھ والے خیمے میں بند کر رکھا تھا۔ میں کیلاش کی تلاش میں اندر گئی تو وہ سو رہا تھا۔''

''خدا کا شکر ہے کہ ناگ زندہ ہے اور اس سے پھر ملاقات ہو گئی۔''

''بس میں تمہیں یہ کہنے آئی تھی۔ اب میں کیلاش کے خیمے کو تلاش کر کے اسے جھیل کی طرف پہنچاتی ہوں۔ اس کے بعد چینی لڑکی کو نکال کر کسی نہ کسی طرح وہاں لے جاؤں گی۔ تم بھی رات ہونے سے

پہلے پہلے وہاں پہنچ جانا۔ہم تمہارا انتظار کریں گے۔دیر مت کرنا۔"

"فکر نہ کرو ماریا! میں جلدی سے جلدی وہاں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا باہر نکل گئی۔

منگول آگ روشن کیے اس کے اردگرد بیٹھے ناچ گا رہے تھے۔

ماریا نے سانپ کو ساتھ لیا اور پیچھے سے ہو کر اس خیمے کے سامنے آ گئی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ اندر کیلاش قید ہے۔وہ پہرے دار کی نظریں بچا کر خیمے کا پردہ تھوڑا سا اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔اندر کیلاش زمین پر اوندھے منہ لیٹا تھا۔ماریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"کیلاش!"

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"ماریا! کیا یہ تم ہو؟"

"میرے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ کیا تم کسی طرح یہاں سے نکل کر جھیل کے مغربی کنارے پہنچ سکتے ہو؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا بہن؟ باہر میری جان کے دشمن خونی آنکھوں والے منگول ڈاکو ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے ہیں۔"

"کیا تم پچھلی طرف سے نہیں بھاگ سکتے؟"

"نہیں ماریا بہن! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔ تم انہیں نہیں سمجھتیں۔"

"میں انہیں تم سے زیادہ سمجھتی ہوں اور اس وقت تین منگول ڈاکوؤں کو قتل کر چکی ہوں۔"

"ہائیں! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ عنبر بھائی

کو میں خبردار کر آئی ہوں۔ اور ناگ بھی مل گیا ہے۔ وہ باہر میرا انتظار کر رہا ہے۔"

"ناگ مل گیا؟ کہاں سے ملا؟ کیسے ملا؟"

"پھر وہی بات؟ کیلاش! یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں۔ کسی طرح یہاں سے نکل کر جھیل کنارے پہنچو۔"

"ماریا بہن! اگر تم چاہتی ہو کہ میں یہاں سے باہر نکلوں تو سب سے پہلے خیمے کے باہر میری جان کے دشمن جو پہرہ دے رہے ہیں، ان کا کچھ بندوبست کرو۔ انہیں یہاں سے ہٹاؤ۔ پھر میں دوڑ کر جھیل کنارے پہنچ جاؤں گا۔"

ماریا نے سرد آہ بھر کر کہا:

"کیلاش! تم ہمیشہ بزدلی دکھاتے ہو۔ تمہارے لیے ہمیشہ ہم میں سے کسی نہ کسی کو راستہ ہموار کرنا پڑتا ہے۔ خدا کے لیے کبھی اپنی

بہادری سے بھی کام لیا کرو۔"

"ماریا بہن! تم پہرہ داروں کو باہر سے ہٹا دو۔ پھر دیکھنا میں کس قدر بہادری سے کام لیتا ہوں! کس قدر شجاعت دکھاتا ہوں۔"

"اچھا بابا! پہرہ داروں کو وہاں سے ہٹائے دیتی ہوں۔ مگر تم دیر نہ کرنا۔ جونہی پہرے دار نظروں سے اوجھل ہوں فوراً یہاں سے نکل کر کسی طرح بچتے بچاتے جھیل کے کنارے پہنچ جانا۔ اگر ہمیں وہاں آتے دیر بھی ہو گئی تو تم وہاں بیٹھ کر ہماری راہ دیکھنا۔"

"بہت اچھا ماریا بہن! ایسا ہی ہوگا۔"

ماریا کیلاش کے خیمے سے نکل کر چینی لڑکی تھانگ کی طرف آ گئی۔ چینی لڑکی کے خیمے پر بہت سخت پہرہ تھا۔ چار پہرے دار منگول خیمے کے اردگرد گھوم پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ ابھی تک ان میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ عنبر کے خیمے کے

اندر دو پہرہ داروں کی لاشیں دفن ہیں۔ رات ہو گئی تو عنبر چپکے سے نکلا اور چھپتا چھپاتا جھیل کے پاس جھاڑیوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔

ماریا نے ایک طرف ہٹ کر ناگ سے کہا کہ تھانگ کے خیمے کے باہر بڑا سخت پہرہ ہے۔ ناگ نے کہا:

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر پہرہ داروں کو وہاں سے ہٹاتا ہوں۔"

"کیا تم انہیں ڈرا کر بھگاؤ گے؟ وہ دوسرے ساتھیوں کو لے کر آجائیں گے اور تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ایک ایک کر کے ان چاروں کو ختم کر دیا جائے۔ یہ لوگ قاتل ہیں۔ انہوں نے بڑے خون کیے ہیں۔ ان کا مارا جانا ہی اچھا ہے۔ تم ایسا کرو کہ پہرہ داروں کو تم ٹھکانے لگا دو۔ باقی دو کو میں سنبھال لوں گی۔"

”ٹھیک ہے۔ چلو میرے ساتھ۔“

ناگ نے رینگنا شروع کر دیا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ خیمے کے پاس پہنچ کر ماریا نے کہا:

”اب تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔ تم سب اگلے دو پہرہ داروں کو ڈس دو۔ پچھلے دو تو میں سنبھال لوں گی۔“

ناگ رینگتا ہوا وہاں آ گیا جہاں اگلا پہرہ دار چکر لگا کر گزرنے والا تھا۔ سانپ نے اپنا پھن پھیلا لیا اور خیمے کی آڑ میں چھپ کر پہرے دار کی راہ دیکھنے لگا۔ جب وہ اس کے قریب سے نکلنے لگا تو سانپ نے آگے بڑھ کر ایک ہی لپک میں اس کی ٹانگ پر ڈس دیا۔ پہرے دار لڑکھڑا کر گرا۔ زہر نے اس کے سارے بدن کو سن کر دیا تھا۔ دوسرا پہرے دار وہاں پہنچا تو پہلے پہرے دار پر جھک گیا۔ وہ جھکا ہی تھا کہ سانپ نے اس کی گردن پر بھی ڈس لیا۔ گردن پر ڈستے

ہی پہرے دار نے ہاتھ گردن پر مارا۔ پھر اس کا سارا بدن کانپ کر اکڑنے لگا اور گلا بند ہو گیا۔ وہ بھی ایک ہی پل میں گرا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ ناگ کے اندر اب اتنا زہر باقی نہیں تھا کہ وہ کسی کو ڈس سکتا۔ اس کے لیے اسے کم از کم آدھ گھنٹے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ناگ چپکے سے نکل کر ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اب ماریا کی باری تھی۔ باقی دو پہرہ داروں نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھا تو وہ بھاگ کر ان کی طرف آئے۔ ان کے آتے ہی ماریا نے کمان میں تیر جوڑا اور اسے چلا دیا۔ سن کی آواز کے ساتھ ہی تیر کمان سے نکل کے تیسرے پہرے دار کی چھاتی میں دل کے آر پار ہو گیا۔ دل کا زخم مہلک ثابت ہوا اور تیسرا پہرے دار بھی گر کر مر گیا۔ چوتھے پہرے دار نے شور مچا دیا۔ اس کے شور مچاتے ہی منگول بھاگ کر ادھر ادھر سے جمع ہو گئے۔ اس دوران میں ماریا نے خیمے میں داخل ہونے کی بہت کوشش کی مگر

وہ کامیاب نہ ہو سکی اور منگول قزاقوں نے خیمے میں سے تھانگ کو نکال کر قابو میں کر لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی موت کی ذمے داری چینی لڑکی پر ڈالتے ہوئے اسے مار پیٹ رہے تھے۔

ماریا کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔ وہ اتنے سارے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ پھر بھی اس نے کمان میں تیر جوڑ کر چلانے شروع کر دیے۔ منگول ایک ایک کر کے گرنے لگے۔ وہ چونکہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی اس لیے بہت قریب سے سامنے کھڑے ہو کر دل سے نشانے لگا رہی تھی۔ اس کا ہر تیر دل کے ٹھیک نشانے پر بیٹھتا تھا۔ اور منگول قزاق ایک بار تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ دس بارہ ڈاکو دیکھتے دیکھتے ماریا کے تیروں کا نشانہ بن گئے۔ باقی منگول بڑے پریشان ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ ادھر کیلاش نے جب خیمے کے باہر پہرہ داروں کو غائب پایا تو وہ بھاگ کر جیل کے قریب والی جھاڑیوں

میں آ گیا۔ وہاں پہلے ہی سے موجود عنبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف جھاڑیوں میں کھینچ کر چھپا لیا۔

اب ماریا اکیلی منگولوں کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اس عرصے میں ناگ بھی پھر سے تازہ دم ہو گیا تھا۔ وہ رینگ کر، چھپ چھپ کر اس جگہ آیا جہاں ایک منگول نے چینی لڑکی تھا نگ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں قابو کر رکھا تھا۔ سانپ نے بڑے آرام سے پیچھے سے آ کر اسے ڈس دیا۔ منگول دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ تھا نگ پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اسے گرتا دیکھ کر دوسرا منگول آگے بڑھا اور اس نے چینی لڑکی کو قابو کر لیا۔ وہ یہ سمجھا کہ منگول کو کوئی تیر لگا ہے۔

دوسرے ڈاکو نے رسی نکال کر چینی لڑکی کو جکڑ کر ایک درخت سے باندھ دیا اور خود باقی ڈاکوؤں کے ساتھ تلوار نکال کر ہوا میں چلانے لگا۔

کسی منگول ڈاکو کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ تیر کدھر سے آ رہے ہیں؟ ماریا تاک کر نشانے باندھ رہی تھی۔ اس کا کوئی تیر بھی خطا نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ بہت قریب آ کر نشانہ لگاتی تھی۔ وہاں تمام خیموں میں بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ ناگ نے دوسرے منگول کو بھی ہلاک کر دیا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ منگول قزاقوں کو بڑی خاموشی کے ساتھ کون قتل پر قتل کر رہا ہے؟ ماریا کی اب یہ کوشش تھی کہ کسی طرح سے وہ تھا نگ کو اٹھا کر اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کروا لے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تھا نگ اس کے ساتھ ہی غائب ہو کر دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ مگر وہاں قریب کوئی گھوڑا نہ تھا۔ ماریا وہاں سے نکل کر ایک طرف جانے لگی تو اس نے ناگ کو دیکھا۔ ایک ڈاکو تلوار لیے اس کے پیچھے اسے ہلاک کرنے کے لیے بھاگ رہا تھا۔ ناگ کی جان خطرے میں تھی۔ ماریا بھاگ کر اس طرف گئی۔ اس نے زمین پر

گرا ہوا ایک نیزہ اٹھایا اور پیچھے سے ڈاکو کی کمر میں گھونپ دیا۔ ڈاکو منہ کے بل آگے کو گر پڑا۔ ماریا نے ناگ کو اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا اور بولی:

''میں گھوڑے کی تلاش میں ہوں تاکہ تھا تک کو اس پر اپنے ساتھ سوار کر کے یہاں سے نکل جاؤں۔''

ذرا فاصلے پر ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ ماریا لپک کر اس گھوڑے کے پاس آئی اور اس پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا دوڑاتی وہ اس درخت کے پاس آئی جہاں اس نے اپنا گھوڑا باندھا تھا۔ اپنا گھوڑا بدل کر وہ چینی لڑکی کی طرف گئی۔ چینی لڑکی کو دو منگول گھسیٹتے ہوئے ایک خیمے کی طرف لیے جا رہے تھے۔ ماریا نے آگے بڑھ کر ایک منگول ڈاکو کے سر پر تلوار کا دستہ مارا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ دوسرے نے پلٹ کر دیکھا تو ماریا نے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کیا۔ ڈاکو کا کندھا لٹک

گیا اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ماریا نے تھانگ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا:

"تھانگ! میرے گھوڑے پر آجاؤ۔"

تھانگ لپک کر ماریا کے گھوڑے پر سوار ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئی۔ ڈاکو حیران کھڑے ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے کہ ابھی چینی لڑکی وہاں کھڑی تھی۔ ابھی وہ کہاں گم ہو گئی؟

سانپ کا حملہ

ماریا ناگ اور چینی لڑکی تھانگ کو لے کر جھیل کی طرف آ گئی۔

عنبر اسی جھیل کنارے ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ کیلاش بھی اس کے ساتھ آ کر شامل ہو گیا تھا۔ منگول ڈاکوؤں میں ایک افراتفری اور بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ دیکھتے دیکھتے ان کے کتنے ہی آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور قیدی بھی جانے کہاں غائب ہو گئے تھے، وہ خونخوار بن کر چکر لگا رہے تھے اور ایک دوسرے پر چیخ رہے تھے۔

ماریا نے ایک جگہ جھاڑیوں میں عنبر اور کیلاش کو دیکھ لیا۔ وہ ان کے پاس آ کر بولی:

"عنبر بھائی! میں ناگ اور تھانگ کو لے کر آ گئی ہوں۔"

ماریا نے ناگ کو گلے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ زمین پر آتے ہی ناگ ظاہر ہو گیا۔ عنبر نے پیار سے اسے اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ مگر وہ اسے کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔ ناگ نے انسان کی شکل اختیار کرنی چاہی۔ لیکن ماریا نے اسے منع کر دیا:

"ناگ بھائی! ابھی سانپ ہی بنے رہو۔ ابھی تمہاری ضرورت ہے اور اور پھر انسان کی شکل میں تمہیں چھپا نہ سکوں گی۔"

ناگ سانپ ہی دنا رہا۔ عنبر نے اسے اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا اور ماریا سے کہا:

"ماریا بہن! میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہاں سے بھاگ نکلنا چاہیے۔"

ماریا بولی:

"لیکن ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ اس کشتی میں سوار ہو کر جھیل کے پار پہنچو۔ میں تھانگ کو لے کر تمہارے پاس جھیل کے اس پار آ جاؤں گی۔"

عنبر نے کہا:

"تم تھانگ کو بھی ہمارے ساتھ ہی کر دو۔"

"نہیں عنبر بھائی! ہو سکتا ہے تمہاری کشتی کسی مصیبت میں پھنس جائے اس لیے تھانگ کو میں اپنے ساتھ گھوڑے پر ہی بٹھائے رکھوں گی۔"

"اچھا خدا حافظ! جھیل کے پار ملیں گے۔"

"میں جھیل پار والے جنگل میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

ماریا گھوڑے پر تھانگ کو بٹھائے وہاں سے نکل گئی۔

عنبر اور کیلاش چھپتے چھپاتے ایک کشتی تک پہنچ کر اس میں سوار ہوئے۔ انہوں نے چاروں طرف دیکھ کر اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا۔ مگر یہ ان کی بھول تھی۔ جس قبیلے کے دو ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر کے وہ جا رہے تھے وہ قبیلے والے اتنی آسانی سے انہیں چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے خاص جاسوس ہر اس مقام پر پہرے پر بٹھا دیے تھے جہاں سے انہیں امید تھی کہ قیدی بھاگ سکتے ہیں۔ جھیل کے بارے میں انہیں بہت زیادہ شک تھا کہ قیدی ضرور ادھر ہی کا رخ کریں گے۔

جاسوس نے اسی وقت تیر چلا کر دوسرے منگولوں کو خبردار کر دیا۔ عنبر کی کشتی جھیل میں سے گزر رہی تھی۔ سانپ اس کے گلے میں لپٹا ہوا تھا اور کیلاش پاس ہی کشتی میں بیٹھا تھا۔ جاسوس نے جا کر منگول سردار کو اطلاع کر دی تھی کہ دو قیدی کشتی کے ذریعے جھیل پار کر کے

بھاگ رہے ہیں۔ دس منگول ڈاکوؤں کی ایک ٹولی تیر کمان اور تلواریں لے کر جھیل کے دوسرے کنارے پہنچ گئی اور مفرور دشمنوں کا انتظار کرنے لگی۔ منگول ڈاکوؤں کو اب یقین ہو گیا تھا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ وہ انتقام کی آگ میں بھڑک رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کشتی کنارے پر لگے اور وہ ان پر ٹوٹ پڑیں۔

عنبر اور کیلاش کو کوئی خبر نہیں تھی کنارے پر ان کی موت ان کی راہ دیکھ رہی ہے۔ ماریا ابھی تک گھوڑے پر سوار اوپر پہاڑی پر سے ہو کر چلی آ رہی ہے۔ گھوڑے کے ذریعے راستہ لمبا تھا۔ اسے ایک لمبا چوڑا چکر کاٹ کر آنا پڑا تھا۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھی کہ منگول قزاقوں کا دستہ ان سے پہلے جھیل کنارے پہنچ کر جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ اس چھپے کی خبر نہ عنبر کو تھی اور نہ کیلاش اور نہ ناگ کو تھی۔

منگول دیکھ رہے تھے کہ عنبر اور کیلاش کشتی کھیتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا اپنے ساتھیوں کے قاتلوں کو دیکھ کر خون کھول رہا تھا۔ جونہی عنبر نے کشتی کنارے کے ساتھ لگا کر قدم کشتی سے باہر رکھا ایک خونی تیر سن کرکے آیا اور کیلاش کے سینے میں دل کے پار ہو گیا۔ کیلاش کے منہ سے صرف ایک ہلکی سی آہ ہی نکل سکی اور زمین پر گرتے ہی مر گیا۔ عنبر اس پر جھکا ہی تھا کہ دوسرا تیر اس کی اپنی گردن میں آ کر کھب گیا۔ خوش قسمتی یہ ہوئی کہ ناگ بچ گیا۔ ناگ تیزی سے گردن سے اتر کر عنبر کے قدموں میں آ گیا۔ عنبر نے دوبارہ کشتی میں چھلانگ لگا دی اور زور زور سے چیخ چلانے شروع کر دیے۔ اس وقت چار پانچ منگول کشتی میں چھلانگ لگا کر عنبر کو قابو کر چکے تھے۔ عنبر نے اپنی گردن میں سے کھینچ کر تیر باہر نکال کر پھینک دیا۔ ناگ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ وہ جھیل کنارے جھاڑیوں

میں ہی چھپا ہوا تھا۔ منگولوں نے عنبر کو قابو کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑا اور کشتی کو چلاتے ہوئے جھیل کے خیموں والے کنارے پر واپس آ گئے۔

ناگ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔

اُسے معلوم تھا کہ ماریا کو اس جگہ پہنچنا ہے۔ وہ اسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اور ماریا کی راہ دیکھنے لگا۔ دن کا اجالا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اگر وہ سانپ کی شکل میں رہا تو ماریا اسے نہ دیکھ سکے گی۔ وہ سانس کو اندر کھینچ کر پھنکارا اور انسان کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ ایسی صورت میں ماریا اسے دور سے ہی دیکھ کر پہچان سکتی تھی۔ تھوڑی دیر میں اس نے گھوڑے کے قدموں کی آواز سنی۔

ناگ جھاڑیوں میں سے نکل کر باہر سامنے آ گیا۔ وہ تو ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ماریا نے اسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا۔ وہ بہت پریشان

ہوئی کہ ناگ وہاں سامنے کھل کر کیوں کھڑا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اگر منگولوں نے اسے دیکھ لیا تو ان سبھوں پر پھر سے کوئی نئی مصیبت ٹوٹ سکتی ہے؟

قریب آ کر اس نے ناگ سے کہا:

"چھپ جاؤ ناگ! منگول تمہیں دیکھ لیں گے۔"

ناگ آواز کا اندازہ لگا کر ماریا کے قریب آ گیا۔ ماریا نے کہا:

"عنبر اور کیلاش کہاں ہیں ان کی کشتی مجھے دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ نے کہا:

"منگول عنبر کو دوبارہ پکڑ کر لے گئے ہیں۔"

اور کیلاش کو بھی؟"

"نہیں ماریا بہن! کیلاش کی لاش قریب ہی گھاس پر پڑی ہے۔"

ماریا اور تھانگ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے یہ سنا تو ششدر رہ گئیں۔ ماریا تو ایکدم سے گھوڑے پر سے اتر آئی۔ اس کے نیچے اترتے ہی گھوڑا اور اس پر بیٹھی ہوئی چینی لڑکی تھانگ سامنے دکھائی دینے لگی۔ ماریا نے کہا:

"تھانگ گھوڑے کو درخت کی آڑ میں لے آؤ۔"

وہ بھی ناگ کے ساتھ درختوں کی اوٹ میں آ گئی۔ یہاں ناگ نے سارا قصہ سنایا کہ کس طرح وہ بڑے سکون سے جھیل میں چلے آ رہے تھے کہ کنارے پر پہنچ کر منگولوں کے ایک دستے نے ان پر حملہ کر دیا۔ پہلا تیر کیلاش کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرتے ہی مر گیا اور باقی لوگ عنبر کو زنجیروں میں جکڑ کر واپس لے گئے۔ ماریا اور ناگ اس جگہ آ گئے جہاں کیلاش کی لاش پڑی تھی۔ زمین پر خون جم گیا تھا اور کیلاش کی روح کب کی پرواز کر چکی تھی۔ ماریا نے کہا:

”ناگ بھائی! یہ تو بہت بڑا ظلم ہو گیا۔ کیلاش کی موت کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔ بے چارے نے کبھی کسی کو کچھ نہ کہا تھا۔“

”ہاں بہن! بڑا شریف آدمی تھا اور ہنس مکھ بھی۔ مگر موت آئی تھی اور آ گئی۔ اب سوائے صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔“

”میرا خیال ہے ہمیں اس کی لاش کو جھیل میں ڈال دینا چاہیے تا کہ جنگلی درندے اس کی بے حرمتی نہ کریں۔“

ماریا اور ناگ نے مل کر کیلاش کی لاش کے ساتھ ایک بھاری پتھر باندھا اور اسے آہستہ سے اٹھا کر جھیل میں ڈال دیا۔ لاش ایک پل کے اندر اندر جھیل کے گہرے پانی میں غائب ہو گئی۔ اس کام سے فارغ ہو کر ناگ اور ماریا درختوں کے پاس وہاں آ گئے جہاں بے چاری چینی لڑکی تھانگ گھوڑے پر چپ چاپ سہمی بیٹھی تھی۔

”ماریا بہن! ہمیں کیلاش کی موت کا بدلہ لینا ہو گا۔ ورنہ اس کی

روح ہمیشہ بے چین رہے گی۔"

ماریا بولی:

"فکر نہ کرو ناگ ہم بدلہ ضرور لیں گے اور عنبر کو بھی ظالم منگولوں کے پنجے سے رہا کروائیں گے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ تم تھانگ کے پاس اس جگہ چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ میں جھیل پار جا کر عنبر کو بچا کر لاتی ہوں۔"

"کیا تم اکیلی یہ کام کر سکو گی؟"

"ہاں! میرا خیال ہے کہ میں اکیلی ہی یہ مہم سر کرلوں گی۔ تم ویسے بھی میرے ساتھ نہیں جا سکتے کیونکہ میں چینی لڑکی کو اکیلی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔ وہ ڈرپوک ہے۔ ہوسکتا ہے گھبرا کر چلانا شروع کر دے یا کوئی ڈاکو ادھر پھرتا پھراتا نکل آئے اور اسے اٹھا کر لے جائے۔"

"جیسے تمہاری مرضی ماریا بہن! میں تھانگ کی حفاظت کروں گا۔"

"لیکن ایک بات کا خاص خیال رکھنا ہوگا اور وہ یہ کہ اس مقام سے ہٹ کر کہیں نہیں جانا۔ ان درختوں کی آڑ میں ہی چھپے رہنا ہے۔ میں اسی جگہ عنبر کو لے کر آؤں گی۔ تم دونوں کو اسی جگہ رہنا ہے۔"

میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا ماریا! تم جاؤ اور عنبر کو بچا کر اپنے ساتھ لاؤ۔"

ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑاتی چلی گئی۔

ناگ نے چینی لڑکی تھا تنگ کو ساتھ لیا اور درختوں کے جھنڈ میں ایک جگہ گھنی جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جھاڑیوں کے درمیان شاخیں کاٹ کر اس نے اتنی جگہ بنالی کہ وہ دونوں لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بیٹھ رہیں اور انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ وہ چکر کاٹ کر جھاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ ناگ نے پتوں پر کسی کے چلنے کی آواز سنی تو چوکنا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک منگول ہاتھ میں تلوار لیے

جھاڑیوں کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ناگ نہتا تھا وہ اکیلا منگول ڈاکو کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے چینی لڑکی سے کہا:

"تھانگ! تم اسی جگہ چپ چاپ بیٹھی رہو اور خبردار گھبرانا ہرگز نہیں۔ میں سانپ بن کر اس ڈاکو کی خبر لیتا ہوں۔"

"لیکن میں .... مجھے ڈر لگتا ہے۔"

"اگر تم ڈرتی رہی تو یہ ڈاکو مجھے ہلاک کر کے تمہیں گرفتار کر کے لے جائے گا اور پھر ساری زندگی تمہیں اس کے پنجے سے کوئی رہا نہ کرا سکے گا۔"

چینی لڑکی نے ڈر کر کہا:

"اچھا۔ میں یہاں بیٹھی رہتی ہوں ناگ بھائی! تم جاؤ۔"

ناگ چپکے سے جھاڑیوں سے باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے

سانس اندر کی طرف کھینچ کر زور سے سانس لیا اور ایکدم انسان سے سانپ بن گیا۔ سانپ بنتے ہی وہ گھاس پر رینگتے ہوئے دوسری طرف سے منگول پر حملہ کرنے کے لیے نکل گیا۔ اس دوران میں منگول ڈاکو جھاڑیوں میں چھلانگ کر چینی لڑکی کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ تھانگ نے ڈاکو کو اپنے سامنے پا کر زور سے چیخ ماری۔

ناگ کو اب محسوس ہوا کہ ڈاکو تو پہل کر چکا ہے اور تھانگ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اب سب سے زیادہ اسے یہ خطرہ تھا کہ کہیں ڈاکو چینی لڑکی پر تلوار سے حملہ نہ کر دے۔ کیونکہ منگول اپنے ساتھیوں کے قتل عام سے سخت آگ بگولا ہو رہے تھے اور وہ ہر سامنے آ جانے والی شے کو دو ٹکڑے کر دیتے تھے۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا جھاڑیوں کی طرف آ گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ منگول ڈاکو تھانگ کو کاندھے پر ڈال کر جھاڑیوں میں سے باہر نکل رہا تھا۔

چینی لڑکی چیخ چیخ کر پاؤں مار رہی تھی۔ منگول نے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ تھاتنگ کا منہ بند ہو گیا مگر وہ بدستور ٹانگیں چلاتی رہی۔ ناگ اندازہ کر کے سامنے کی طرف آ گیا۔ ادھر سے منگول ڈاکو گزر رہا تھا۔ سانپ نے اپنی گردن اٹھا کر پھن پھیلا لیا اور پگ ڈنڈی کے پہلو میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جونہی منگول تھاتنگ کو اٹھائے نمودار ہوا ناگ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

جذبات میں ناگ سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ منگول کے سامنے آ گیا تھا۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ منگول کے پاس تلوار اور تیر کمان بھی ہے۔ ناگ کو یہ چاہیے تھا کہ وہ چھپ کر پیچھے سے حملہ کرتا۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ منگول نے اپنے سامنے سیاہ کالے ناگ کو پھن پھیلائے دیکھا تو اس نے چینی لڑکی کو زمین پر اتار دیا اور خود کمان میں تیر جوڑ کر چلا دیا۔ سن سے تیر سانپ کی گردن کے قریب سے گزر گیا۔

اب ناگ کو اپنی شدید غلطی کا احساس ہوا۔

منگول لوگ سانپ سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کی ساری زندگی جنگلوں اور صحراؤں میں گزرتی تھی اور اکثر وہ سانپوں کو مارتے تھے۔ منگول آگے بڑھ بڑھ کر سانپ پر تلوار سے حملے کر رہا تھا۔ ناگ کو اپنی فکر پڑ گئی کہ اگر ایک بھی تلوار کا وار اسے لگ گیا تو وہ دو ٹکڑے ہو جائے گا اور منگول اسے بعد میں اپنے پاؤں تلے کچل دے گا۔ ایسی صورت میں ناگ صحیح معنوں میں سچ مچ ہمیشہ کے لیے مر جائے گا۔

ناگ نے اپنا بچاؤ شروع کر دیا۔ منگول ایسا ماہر تلوار باز تھا کہ وہ ناگ کو ڈسنے کا چھوٹا سا موقع بھی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ نے ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ منگول اس پر تیر چلانے لگا۔ ناگ نے ایک درخت کو دیکھا۔ اس کی طرف لپکا اور اس پر چڑھ گیا۔ منگول نے سانپ پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ جب اس نے دیکھا کہ

سانپ اس کی پہنچ سے باہر نکل گیا ہے تو وہ چینی لڑکی کی طرف پلٹا جو ایک طرف سہمی بیٹھی تھی۔

منگول نے اسے دوبارہ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور چل پڑا۔

اب ناگ نے بڑی عقل مندی اور ہوشیاری سے منگول پر حملہ کرنے کی ترکیب بنائی۔ وہ درخت پر سے اتر کر بڑی مکاری کے ساتھ منگول کا پیچھا کرنے لگا۔ منگول کے وہم میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سانپ اس کا پیچھا کر رہا ہوگا۔ اس لیے کہ ایک عام سانپ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ کسی انسان کو تعاقب کرے۔ زیادہ سے زیادہ ایک انسان کو ڈس کر ہلاک کر سکتا ہے۔ مگر اس کا تعاقب کرنے کی اسے کیا ضرورت ہے؟ مگر منگول بے چارے کو یہ خبر نہیں تھی کہ اس کا معاملہ ایک ایسے سانپ سے ہے جو ایک انسان بھی ہے اور جو اس کا دشمن ہے اور جس کی بہن کو وہ کندھے پر اٹھا کر اغوا کر کے لیے جا رہا

ہے۔

منگول ایک پگ ڈنڈی پر موڑ گھومنے ہی لگا تھا کہ ایک پھنکار کی آواز سنائی دی اور سانپ نے اچھل کر منگول کی پنڈلی پر ڈس دیا۔

منگول نے اپنے پیچھے سانپ کو دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا کہ کم بخت ابھی تک اس کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔ اُسے خبر ہی نہ ہوئی تھی کہ ناگ نے اپنے پھن سے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا ہے۔ منگول نے چینی لڑکی کو زمین پر پھینکا اور تلوار نکال کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس لیے کہ اسے معلوم تھا کہ اس سے ایک قدم آگے منگول نہ بڑھ سکے گا۔

اور وہی ہوا جونہی منگول نے دوسرا قدم اٹھایا اس کے پیر ڈگمگانے لگے۔ ناگ نے پھنکار ماری اور پلک جھپکتے ہی انسان کی جون میں آگیا۔ منگول نے یہ شعبدہ بازی دیکھی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی

رہ گئیں۔ مگر اب زہر اپنا اثر کر چکا تھا۔ ڈاکو کے ہاتھ سے تلوار اپنے آپ چھوٹ کر زمین پر گر پڑی تھی۔ اس کا سارا بدن لرزنے لگا۔ اس کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی۔ اس میں سے خون رسنے لگا۔ پھر وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور گرتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔

دشمن کچلا گیا

منگول کے گرتے ہی تھا نگ زمین پر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناگ اور تھانگ نے مل کر منگول ڈاکو کی لاش کو گھسیٹا۔ اسے جھیل کے پاس لے آئے اور پھر اسے جھیل میں پھینک دیا۔ ناگ نے کیلاش کے خون کا بدلہ لے لیا تھا اور منگول کو بھی مار کر جھیل میں ڈال دیا تھا۔

تھانگ نے کہا:

''کیا ہمیں اسی جگہ چھپ کر ماریا کی راہ دیکھنی چاہیے؟''

ناگ بولا:

"ضروری یہی ہے کہ ہم اسی جگہ چھپ کر ماریا بہن کا انتظار کریں۔ کیونکہ وہ ہمیں اسی جگہ بیٹھے رہنے کی تاکید کر گئی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ ہمیں اسی جگہ کسی مقام پر چھپ جانا چاہیے۔"

چنانچہ وہ جھیل کنارے پتھروں کے درمیان ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔

ادھر ماریا گھوڑے پر سوار منگولوں کے خیموں کے پاس پہنچ گئی تھی۔ ابھی وہ کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ منگولوں نے عنبر کو ایک درخت کے ساتھ الٹا لٹکا رکھا ہے اور نیچے آگ جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر رہے ہیں۔ ارد گرد سارے قبیلے کے ڈاکو جمع ہیں۔ گویا عنبر کو آگ میں زندہ جلانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ پہلے تو ماریا نے سوچا کہ وہ اسی جگہ ٹھہر کر انتظار کرے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ

آگ عنبر کو جلا نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ عنبر کی قسمت میں موت نہیں تھی۔
جن منگول دیکھیں گے کہ عنبر پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا تو وہ ضرور اس
سے متاثر ہو کر نہ صرف یہ کہ عنبر کو رہا کر دیں گے بلکہ الٹا اس کی پوجا
شروع کر دیں گے۔ لیکن یہ کام بڑا لمبا تھا۔ کہاں آگ جلے۔ کہاں
آگ کے شعلے بلند ہوں اور پھر کہیں آگ کے اثر نہ کرنے کا انتظار کیا
جائے!

ماریا نے پہلے ہی حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک درخت کی آڑ میں آ کر کھڑی ہو گئی۔
یہاں سے وہ درخت بالکل سامنے تھا جس کی شاخ پر منگولوں نے عنبر
کو باندھ رکھا تھا۔ منگول آگ جلانے کے لیے پتھروں کو رگڑنے
لگے۔ ایک چنگاری پیدا ہوئی اور لکڑیوں میں آگ لگ گئی۔ لکڑیاں
گیلی تھیں۔ آگ آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی۔ اب ماریا نے حملہ کرنے

کے لیے نیام میں سے تلوار باہر نکال لی۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے
دور سے نشانہ باندھ کر اس طرح تلوار پھینکی کہ وہ سیدھی رسی کو کاٹتی
ہوئی ایک منگول کے سر پر جا لگی۔

رسی کے ٹوٹتے ہی عنبر دھڑام سے سلگتی ہوئی لکڑیوں پر گر پڑا۔
سارے منگول ایک شور کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے
تلواریں نکال لیں۔ اب عنبر نے بھی ایک منگول پر حملہ کر دیا۔ وہ اس
کی تلوار کھینچ کر کچھ تلوار بازی کے جوہر دکھانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم ہو
چکا تھا کہ ماریا اس کی مدد کے لیے وہاں پہنچ چکی ہے۔ دوسرے منگول
اس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اس پر تلواریں اور تیر چلانے لگے۔ لیکن ان کی
حیرانی دم بدم بڑھتی جا رہی تھی کہ عنبر پر نہ تو تلوار کا اثر ہوتا تھا اور نہ
نیزے سے کوئی زخم لگتا تھا اور نہ خون بہتا تھا۔ عنبر نے ایک ڈاکو کی تلوار
چھین لی اور میدان میں آ گیا۔

وہ ایک بہادر نوجوان سپاہی کی طرح بڑی مہارت کے ساتھ تلوار چلا رہا تھا۔ اس نے تلوار چلانے کا فن مصر کے قدیم فرعونوں کے سپہ سالاروں سے سیکھا تھا۔ وہ بجلی ایسی تیزی کے ساتھ دشمنوں کی صفوں میں گھس کر ان کا صفایا کر رہا تھا۔ دوسرے اسے یہ بھی برتری حاصل تھی کہ اس کو زخم نہ لگتا تھا۔ اس پر کسی کی تلوار اثر نہیں کر رہی تھی جبکہ اس کی تلوار دوسروں کو قتل پر قتل کیے جا رہی تھی۔ دوسری جانب سے ماریا بھی دور کھڑی اپنا کام کر رہی تھی۔

ماریا دھڑا دھڑ ایک کے بعد دوسرا تیر چلا رہی تھی۔ منگول ڈاکوؤں کا ایک بار پھر قتل عام شروع ہو گیا۔ وہ لوگ گھبرا گئے۔ کیونکہ یکے بعد دیگرے ان کے آدمی قتل ہو کر زمین پر گر رہے تھے جبکہ ان کے دشمن عنبر پر کسی تیر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ پھر ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ عنبر تو چلا رہا ہے۔ پھر یہ تیر اڑ کر کہاں سے آ رہے

ہیں؟ ان باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ منگول ڈاکوؤں کے قدم اکھڑ گئے۔ انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ آخر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس شکست سے نہ ماریا کو امید تھی اور نہ عنبر کو امید تھی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ڈاکو بھاگیں گے نہیں۔ وہیں جم کر مقابلہ کریں گے اور بھاگنا انہیں پڑے گا۔ لیکن یہ بات ان کے خیال کے الٹ ہوئی تھی۔ منگول وہاں سے جھیل کی طرف اور پہاڑیوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ماریا نے عنبر کو آواز دی:

"عنبر! رک جاؤ۔ انہیں بھاگنے دو۔"

عنبر تلوار ہاتھ میں لیے رک گیا۔ منگول وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ ماریا عنبر کے قریب آ کر گھوڑے پر سے اتر گئی۔ وہاں بے شمار ڈاکوؤں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ عنبر نے کہا:

"کیا تمہیں کیلاش کے بارے میں پتہ چل گیا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"ہاں۔ کیلاش کی موت کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔ مجھے ناگ نے بتایا اور پھر ہم نے کیلاش کی لاش کو جھیل میں ڈال دیا۔ لیکن ہم نے کیلاش کی موت کا بدلہ لے لیا ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"ناگ اور تھانگ کس جگہ پر ہیں؟"

ماریا بولی:

"وہ جھیل کے دوسرے کنارے پر ہیں۔ مجھے ان کی فکر ہے کیونکہ کچھ منگول شکست کھا کر جھیل کی طرف بھاگے ہیں اور کشتی میں جھیل پار کر رہے ہیں۔"

"تو پھر جلدی چلو۔ ہمیں ناگ کے پاس پہنچنا چاہیے۔"

"آؤ میرے ساتھ۔"

"یہاں بہت سے گھوڑے بندھے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے تھانگ اور ناگ کے لیے بھی گھوڑے لیے چلنے چاہییں۔"

"بڑا اچھا خیال ہے۔ گھوڑے حاصل کرنے کا اس سے اچھا موقع شاید کبھی نہ ملے گا۔"

انہوں نے وہاں سے تین گھوڑے لیے۔ ایک گھوڑے پر عنبر سوار ہو گیا اور دو گھوڑوں کو ویسے ساتھ لے کر وہ جھیل کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں جب انہوں نے اس جگہ ناگ اور تھانگ کو نہ دیکھا جہاں ماریا انہیں چھوڑ گئی تھی تو وہ کچھ پریشان ہو گئے۔

"وہ یہاں سے کدھر چلے گئے؟ میں تو انہیں اسی جگہ چھوڑ کر گئی تھی۔"

تلاش کرتے کرتے جب وہ جھیل کے کنارے پتھروں کے درمیان پہنچے تو انہوں نے منگولوں کو دیکھا جو کشتی میں سے نکل کر

بھاگے جا رہے تھے۔ ماریا اور عنبر وہیں رک گئے۔

"کہیں انہوں نے ناگ کو تو نہیں دیکھ لیا؟"

"یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ناگ اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔ البتہ مجھے چینی لڑکی کی فکر ہو سکتی ہے۔"

اتنی دیر میں منگول بڑی تیزی سے کنارے کے جنگل میں غائب ہو گئے۔ ماریا اور عنبر آگے بڑھ کر تھانگ اور ناگ کو تلاش کرنے لگے۔ آخر ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ دونوں سامنے کے درختوں سے نکل کر چلے آ رہے تھے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر ناگ کو گلے سے لگا لیا۔ انسان کی جون میں آنے کے بعد ناگ سے عنبر کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ وہ اب جھیل کنارے بیٹھ گئے۔ ناگ دیر تک عنبر سے باتیں کرتا رہا۔ ماریا اور تھانگ نے اس دوران میں جھیل میں جی بھر کر نہایا۔ عنبر نے اپنے خون آلود کپڑے دھو کر سکھائے۔ وہ بھی نہا دھو کر صاف ستھرا ہو

گیا۔ پھر انہوں نے جھولے میں سے جوار کی روٹی نکال کر پانی کے ساتھ کھائی۔ کچھ دیر آرام کیا۔ عنبر نے کہا۔

''اب ہم پر ایک بھاری ذمے داری آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں تھانگ کو شنگھائی میں اس کے ماں باپ کے گھر تک پہنچانا ہے۔ ویسے بھی میں ملک چین کے سفر کے لیے نکلا تھا۔ لیکن اب سیر کے ساتھ ہی ساتھ ایک کام بھی کرنا ہوگا۔''

ماریا نے کہا:

''ہم تھانگ کو اس کے ماں باپ کے پاس ضرور پہنچائیں گے۔ یہ ہمارا فرض بھی ہے۔''

ناگ بولا:

''کیلاش نے کہا تھا کہ یہاں سے ملک چین کی سرحد چار دنوں اور چار راتوں کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس حساب سے اگر ہم آج

کا دن بھی سفر میں شامل کرلیں تو ہم تین روز کے بعد چین کی سرحد میں ہوں گے۔''

''ہاں...... تھانگ! کیا تمہیں چین کے راستوں کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟''

تھانگ کہنے لگی:

''میں شنگھائی پہنچ کر اپنے ماں باپ کے گھر جا سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے کسی راستے کا علم نہیں ہے۔''

اور بات بھی سچ تھی۔ تھانگ کو منگولوں نے اغوا کر کے بے ہوش کر دیا تھا۔ راستے میں اگر کسی جگہ اسے ہوش بھی آیا تھا تو وہ راستوں کو ذہن میں نہ رکھ سکی تھی۔ ایک تو اس کی عمر کم تھی دوسرے اسے بے ہوشی کے عالم میں سفر کرنا پڑا تھا۔

ماریا نے کہا:

''کوئی بات نہیں۔ ہم اندازے سے سفر شروع کریں گے۔

ستارے ہماری رہنمائی کریں گے اور خدا ہماری مدد کرے گا۔ ہم ایک

نہ ایک دن ضرور ملک چین پہنچ جائیں گے۔''

عنبر نے کہا:

''کیلاش نے کہا تھا کہ اس وقت فومانچو نام کا ایک خونخوار بادشاہ

ملک چین پر حکمرانی کر رہا ہے۔ وہ ایک جابر اور سخت دل بادشاہ ہے۔

کیوں تھانگ! تمہیں کچھ بادشاہ کے ظلم کے بارے میں علم ہے؟''

تھانگ نے کچھ سوچ کر کہا:

''لوگ بادشاہ سے بہت ڈرتے ہیں۔ میرا باپ سوداگر ہے۔ وہ

ہر سال بادشاہ کے کوتوال کو بہت سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اس کے

علاوہ کوتوال کے نوکر جس گھر میں چاہیں گھس جاتے ہیں اور وہاں سے

غلہ، کپڑا اور جو چاہے سمیٹ کر لے جاتے ہیں۔ کسی کو زبان کھولنے

کی جرأت نہیں ہوتی۔ بادشاہ لوگوں کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے قتل کر کے بڑا خوش ہوتا ہے۔"

ماریا، عنبر اور ناگ تعجب سے تھانگ کی باتیں سن رہے تھے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی ڈاکوؤں کی کمین گاہ میں داخل ہونے والے ہیں۔

تھانگ نے کہا:

"بادشاہ کی ملکہ بڑی نرم دل ہے۔ مگر ملکہ کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اس کی آواز نہ ہونے کے برابر ہے۔ بادشاہ ملکہ کی بھی پروا نہیں کرتا۔ شاید اس لیے کہ ملکہ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا جو بادشاہ کے بعد اس کا تخت سنبھال سکے۔ ان دنوں بادشاہ نئی شادی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔"

"بہت خوب۔" عنبر بولا۔ "تھانگ نے تو ہمیں کافی باتیں بتا

دی ہیں...... میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے منگول ڈاکو اپنے کسی ساتھی قبیلے کے ساتھ یہاں نہ پہنچ جائیں۔"

"بڑا مناسب خیال ہے...... آؤ چلیں۔"

عنبر، ناگ اور تھا نگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ ماریا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے سمیت غائب ہو گئی۔ اور انہوں نے ملک چین کی طرف کا سفر شروع کر دیا۔ جھیل کے علاقے سے نکل کر وہ ایک گھاٹی میں اتر گئے۔ گھوڑوں پر سوار ہونے کی وجہ سے وہ بڑے آرام سے سفر کر رہے تھے گھوڑے پتھریلی اور اونچی نیچی زمین پر سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے۔ یہ پہاڑی گھوڑے تھے اور انہیں ایسی پتھریلی زمین پر سفر کرنے کی بڑی مہارت تھی۔

شام تک یہ لوگ چلتے رہے۔ گھاٹیوں سے نکل کر وہ ایک میدانی

علاقے میں آگئے جہاں دور دور تک گھاس اگا ہوا تھا۔ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ بہت دور پہاڑوں کی ایک دیواری اٹھتی چلی گئی تھی۔ تھانگ نے انہیں بتایا کہ یہ چین کے سرحدی پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں کے پار ملک چین آباد ہے۔ عنبر، ماریا اور ناگ ان پہاڑیوں کو بڑے شوق سے تکنے لگے۔ ان تینوں کو چین دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ آج وہ اپنے شوق کو پورا کرنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اب شام کا اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔

عنبر نے کہا کہ انہیں رات بسر کرنے کے لیے کسی مناسب جگہ کو چن لینا چاہیے۔ تھانگ کہنے لگی کہ میرا خیال ہے یہاں کہیں ایک دریا بہہ رہا ہے۔ دریا کے کنارے کچھ گاؤں آباد ہیں۔ اگلے روز ڈاکو ایک گاؤں میں ٹھہرے تھے۔ وہ لوگ اس گاؤں میں رات بسر کرنے کے خیال سے آگے روانہ ہو گئے۔ رات ہونے والی تھی کہ وہ ایک دریا پر

پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا دریا تھا۔ کنارے پر جھاڑیوں کے جھنڈ اگے تھے اور ذرا فاصلے پر ایک جگہ۔ چراغوں کی ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا نے کہا:

"میرا خیال ہے یہ روشنی کسی گاؤں میں ہو رہی ہے۔ آؤں وہاں چلتے ہیں۔"

کانا چور

دریا کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔

دریا کا پاٹ چوڑا نہیں تھا۔ دوسرا کنارہ بالکل سامنے نظر آ رہا تھا۔

عنبر کا خیال تھا کہ گھوڑوں کو دریا میں ڈال کر دریا پار کر لینا چاہیے۔

ماریا نے کہا کہ ہو سکتا ہے دریا کا تیز بہاؤ گھوڑوں کے پاؤں نکال دے۔ ناگ نے کہا کہ اگر ہم آگے چلیں تو ممکن ہے کہ ہمیں کوئی پل مل جائے۔ وہ آگے چلنے لگے۔ رات گہری ہو رہی تھی۔ اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا مگر انہیں پل کسی جگہ بھی دکھائی نہ دیا۔ آخر انہیں ایک جگہ دریا میں بڑے بڑے پتھر ایک دوسرے کے ساتھ گرے ہوئے ملے۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ ان پتھروں پر سے ہی گزر

کر دریا پار کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ کیا گھوڑے ان پتھروں پر

سے ہی گزر کر دریا پار کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ کیا گھوڑے ان

پتھروں پر پاؤں جما کر چل سکیں گے؟ عنبر نے ادھر ادھر کی باتیں

سوچنے کی بجائے خدا کا نام لے کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔

وہ پتھروں پر سے سنبھل سنبھل کر گھوڑا بڑھانے لگا۔ اس کی دیکھا

دیکھی ماریا، تھانگ اور ناگ بھی دریا میں اتر گئے۔ پتھر نوکیلے بھی تھے

اور ڈھلانی بھی۔ پھر بھی گھوڑوں کو ڈاکوؤں نے کچھ ایسی مشق کرا رکھی

تھی کہ وہ اونچے نیچے پتھروں پر یوں چل رہے تھے جیسے کسی قسم کا کوئی

خطرہ ہی نہ ہو۔ وہ بڑی جلدی انہیں دریا کے پار لے گئے۔ چلتے چلتے

وہ اس گاؤں میں پہنچ گئے جہاں کے کچھ مکانوں سے روشنی آ رہی تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ چند ایک کچے پکے مکان تھے۔ کچھ باغ

تھے اور ایک نہر باغ کے بیچ میں سے ہو کر گزر رہی تھی۔ ماریا نے

انہیں نہر کنارے ٹھہرنے کو کہا اور خود یہ معلوم کرنے آگے بڑھی کہ گاؤں میں کون لوگ رہتے ہیں اور کیا کوئی ایسی جگہ بھی ہے کہ جہاں رات بسر کی جا سکے۔

ماریا کو ایک حویلی کے باہر مشعل روشن نظر آئی۔ قریب آ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ کوئی سرائے ہے۔ ڈیوڑھی میں سرائے کا موٹا تازہ مالک بیٹھا کڑاہی میں مچھلی بھون رہا تھا۔ ماریا چونکہ نظر نہیں آتی تھی اس لیے خود کو اس سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی، اس لیے وہ واپس آئی اور ان سب کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گئی۔ عنبر اور ناگ نے تھا تنگ کو ساتھ لیا اور سرائے کے مالک سے جا کر کہا کہ وہ وہاں ایک رات بسر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موٹے تازے سرائے کے مالک نے بڑے غور سے ناگ، عنبر اور تھا تنگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پوچھا:

"یہ لڑکی کون ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ہم تینوں بہن بھائی ہیں۔ نندن سر والے درگا دیوی کے مندر کی زیارت کو گئے تھے۔ اب واپس اپنے شہر سنگھائی جا رہے ہیں۔"

ماریا پاس ہی گھوڑے پر سوار کھڑی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ درگا دیوی کے نام پر سرائے کا مالک کچھ چونکا تھا۔ سرائے کے مالک نے کہا:

"کیا تم نندن سر سے آ رہے ہو؟ سنا ہے وہاں درگا دیوی کی سونے کی مورتی چوری ہو گئی تھی۔ کیا اس کا چور پکڑا گیا یا نہیں؟"

عنبر نے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا:

"ہم نے بھی سنا تھا۔ پتہ نہیں چور پکڑا گیا یا نہیں۔ ہم تو سارا دن دیوی کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے تھے۔ اچھا تو کیا ہمیں کوئی کمرہ مل

جائے گا؟''

سرائے کے مالک نے اپنا بھینسے ایسا سر ہلا کر کہا:

''ہاں ہاں مل جائے گا۔ مگر زیادہ آرام دہ نہیں ہوگا۔ اوپر کی منزل میں بے تخت آپ کو نہیں ملیں گے۔ زمین پر ہی سونا ہوگا۔''

ناگ بولا:

''کوئی بات نہیں ہم زمین پر ہی سو جائیں گے۔''

اتنے میں ایک آدمی سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اس کی طرف جھک کر کوئی بات کر کے اوپر سیڑھیاں چڑھ گیا۔ عنبر کو محسوس ہوا کہ اس آدمی کو اس نے پہلے کہیں دیکھا ہے۔ پھر فوراً اسے یاد آ گیا کہ یہ تو وہی درگا دیوی کے سونے کے بت کا چور ہے جس نے مورتی خود چرائی تھی اور نام عنبر کا لگا کر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ اسی شخص نے اپنے دوسرے ساتھی کو قتل کیا تھا اور ایک پجاری کو ہلاک کر دیا تھا۔ عنبر

نے ذرا پیچھے ہٹ کر ماریا کے کان میں کہا:

"یہ آدمی جو ابھی اوپر گیا ہے' اس کی نگرانی کرنا۔"

عنبر نے محسوس کیا تھا کہ اس چور نے بھی جاتے جاتے عنبر کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔ جیسے اس نے بھی عنبر کو پہچان لیا تھا۔ ماریا نے سر ہلایا اور گھوڑا اصطبل میں روک کے باہر چلی گئی۔ گھوڑے کو ایک سب سے الگ جگہ باندھ کر وہ اندر آ گئی۔ عنبر، ناگ اور تھا نگ اوپر جا رہے تھے۔ ماریا ان کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ اوپر والی منزل میں کمرہ تھا جس کے اندر سوائے ایک لکڑی کی تپائی اور زمین پر بکھرے ہوئے دو چار پرانے میلے سے تکیوں اور ایک پھٹے پرانے قالین کے اور کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اندر آتے ہی زمین صاف کر کے سونے کے لیے جگہ بنالی۔ تھا نگ اور ماریا نے تکیے اور چادریں سلیقے سے لگا دیں۔

عنبر نے کہا:

"میں کچھ کھانے کے لیے لاتا ہوں۔ ماریا تم اس آدمی کا پتہ کرو۔"

عنبر نیچے کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلا گیا۔ ماریا چپکے سے برآمدے کی طرف کھسک گئی۔ اس نے موری چور کی شکل اچھی طرح دیکھ لی تھی۔ یہ برآمدہ ایک لکڑی کی گیلری سی تھی جس کے ساتھ ساتھ دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں اندھیرا تھا۔ دوسرے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا کھڑکی کے ساتھ لگ گئی۔ اس نے کھڑکی کے پٹ کو اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ پٹ اندر سے بند تھا۔ اندر سے دو آدمیوں کی آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

ماریا نے بہت کام لگا کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ دروازہ بھی اندر سے کنڈی لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔

دروازے سے بھی کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ وہ مورتی چور کا کیسے پتہ کرے کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے اور کس مار پر یہاں ٹھہرا ہوا ہے؟ سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ ہی نہیں تھا کہ وہ اندر سے کسی کے باہر آنے یا باہر سے کسی کے اندر جانے کا انتظار کرے۔ اس کا خیال تھا کہ جب کوئی دروازہ کھولے گا تو وہ چپکے سے اندر داخل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ وہ کچھ دیر وہاں کھڑی رہی مگر نہ کوئی اندر سے باہر نکلا نہ باہر سے کوئی اندر گیا۔

آخر ماریا کی امید بر آئی۔ سیڑھیوں میں کسی کے پاؤں کی بھاری چاپ سنائی دی۔ پھر سرائے کے مالک کی شکل نظر آئی۔ اس نے ادھر ادھر اچھی طرح دیکھا اور چپکے سے دروازے کے پاس آ کر دستک دی۔ اندر سے کسی نے پوچھا:

"کون ہے؟"

سرائے کے مالک نے کہا:

"درگا دیوی۔"

ماریا کو معلوم ہوا کہ یہ ان کا خفیہ لفظ تھا جسے سن کر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ آدمی اپنا ہے کوئی غیر نہیں ہے۔ اندر سے دروازہ کھل گیا۔ چونکہ سرائے کا مالک موٹا تھا، اس لیے ایک پٹ پورے کا پورا کھولنا پڑا۔ اس سے ماریا نے فائدہ اٹھایا اور سرائے کے مالک کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اس کو اندر داخل

ہوتے اور ایک طرف کھڑے ہوتے کسی نے بھی نہ دیکھا کیونکہ وہ غائب تھی۔

اندر ایک شمع جل رہی تھی۔ لکڑی کے دو تختوں پر ایک تو وہی موروثی چور اور دوسرا اس کا ایک ساتھی جس کی ایک آنکھ کانی تھی بیٹھے تھے۔ دروازہ کانے چور نے کھولا تھا۔ سرائے کا مالک بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

موروثی چور نے کہا:

"تم نے ان لوگوں کو سرائے میں ٹھہرا کر سخت غلطی کی ہے۔ میں اس نوجوان کو پہچانتا ہوں۔ اس کا نام عنبر ہے اور یہ وہی شخص ہے جس کو میری جگہ چوری کے الزام میں موت کی سزا ہوئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بچ کیسے گیا۔"

مالک نے پوچھا:

"کیا اس نے تمہیں یہاں دیکھا ہے؟"

چور بولا:

"صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ پہچان لیا ہے۔ اس کو صاف پتہ چل گیا ہے کہ میں ہی موتی چور ہوں۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی راز دار یہاں ہو۔ اور پھر وہ بھی چین کی طرف جا رہا ہے۔ اگر اس شخص کو قتل نہ کیا گیا تو ہمارے لیے چین میں جا کر شاہی محل سے شاہی ہیرے چرانے کا کام مشکل ہو جائے گا۔ خطرہ ہو گا یہ شخص وہاں میرا راز طشت از بام نہ کر دے اور ہمیں گرفتار نہ کرا دے۔ یاد رکھو اگر وہاں ہمیں پکڑ لیا گیا تو بادشاہ فوما نچو کس قدر ظالم ہے، یہ تم سب لوگ جانتے ہو۔ وہ اپنے ہاتھ سے ہم دونوں کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالے گا۔"

سرائے کے مالک نے پریشان ہو کر کہا:

"پھر کیا کیا جائے؟"

مورتی چور بولا:

"وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس کو آج کی رات ہی قتل کر دیا جائے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ قصہ ہی پاک ہو جائے گا۔ پھر ہم بڑے آرام سے چین کے شاہی محل میں ڈاکہ ڈال سکیں گے۔ کم از کم ہمارے راز سے کوئی واقف تو نہیں ہو گا۔"

سرائے کا مالک بولا:

"مگر یہ کام کون کرے گا؟ میں نے تو آج تک ایک چڑیا تک کو نہیں مارا۔ میں یہ کام کیسے کر سکوں گا؟"

مورتی چور نے اپنے کانے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ کام میرا ساتھی کرے گا۔ کیوں! تم تیار ہو ناں؟"

کانے چور نے سر ہلا کر کہا:

"بالکل تیار ہوں جناب۔ بالکل تیار ہوں۔"

سرائے کا مالک پوچھنے لگا:

"کیا ان تینوں بہن بھائیوں کو قتل کرنا ہوگا؟"

موروتی چور نے کہا:

"ہاں۔ ان تینوں کو ہلاک کرنا ہوگا۔ کیونکہ عنبر نے میرے بارے میں ان سبھوں کو بتا دیا ہوگا اور اس سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک بات نہیں ہو سکتی کہ چور جس گھر میں چوری کرنے جائے وہاں کے لوگوں کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا ہو۔"

کالے ساتھی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"فکر نہ کریں استاد! میں آج رات کو ہی ان تینوں کو صفایا کر دوں گا۔ آپ لوگ تین لاشوں کے صبح کفن دفن کا بندوبست کرلیں۔"

سرائے کا مالک بولا:

"یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تم انہیں ہلاک کرو۔ باقی سارا کام

میں سنبھال لوں گا۔ میری سرائے کے پیچھے اتنی کافی جگہ خالی ہے کہ چاہے اس میں سات آدمیوں کو دفن کر دو۔"

یہ سن کر ماریا چپکے سے دروازے سے باہر نکل گئی۔

سرائے کا مالک بھی اسی وقت دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔

ماریا سیدھی کمرے میں آ گئی۔ وہاں ناگ، عنبر اور تھا تمگ کھانے پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ماریا نے کھانا کھاتے ہوئے انہیں مورتی چور اور سرائے کے مالک کی ساری سازش سے خبردار کر دیا۔ عنبر ہنس پڑا۔ ناگ خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ تھا تمگ گھبرا گئی:

"اب کیا ہوگا عنبر بھائی! یہ تو بڑے قاتل لوگ ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر کیا ہوا۔ ہم بھی قاتلوں سے نپٹنا خوب جانتے ہیں۔

ہماری تلوار صرف ان لوگوں کے سروں پر چلتی ہے جو اس سے پہلے کئی

لوگوں کا خون کر چکے ہوتے ہیں۔تم پریشان نہ ہو۔یہ لوگ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

ناگ بولا:

"بلکہ ان کے اپنے سروں پر موت منڈلا رہی ہے۔یہ ان کی بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ ہمارے مقابلے پر آرہے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"مگر یہ موروثی چور بڑا خطرناک آدمی ہے۔اس نے تو چین کے بادشاہ کے قیمتی جواہرات چرانے کا جو منصوبہ بنایا ہے تو یہ ایک بڑا دلیری کا کام ہے۔"

تھانگ کہنے لگی:

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔فوما نچو ایسے ظالم بادشاہ کے شاہی محل میں چوری کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔اس کے محل کے گرد دن رات

خونخوار منگولوں کا پہرہ رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگیوں میں سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ ان کے لیے کسی کا خون بہانا معمولی سی بات ہے۔ یہ لوگ اگر چین بھی گئے تو ضرور کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

ماریا کہنے لگی:

"وہ تو بڑے دور کی بات ہے۔ پہلے تو ان لوگوں سے اسی جگہ مقابلہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہم سب کو آج رات قتل کرنے آ رہے ہیں۔"

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"عنبر بھائی! پھر کیا حکم ہے؟"

عنبر نے سر ہلا کر کہا:

"قاتل کو یہاں تک آ جانے دو۔ اگر اس نے حملہ کیا تو پھر اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ ہمیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

کھانا کھانے کے بعد عنبر نے ان سبھوں کو کمرے میں اس طرح سلایا کہ اگر کوئی دروازہ توڑ کر یا کھڑکی کے پٹ توڑ کر اندر آ کر حملہ کرے تو وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ دروازے کے پہلو میں ماریا اور تھاگنگ لیٹی تھیں اور دوسری طرف ناگ اور عنبر پڑے تھے۔ رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو ماریا نے کہا:

"عنبر بھائی! میں ذرا کانے چور کی خبر لینے جا رہی ہوں۔ کیونکہ وہی ہم سب کو قتل کرنے کا ارادے سے آ رہا ہے۔"

"ہاں بہن ماریا! تمہیں اجازت ہے۔ لیکن کوشش کرنا کہ اس کی جان نہ جائے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو آدمی بیٹھے سے ہلاک ہوتا ہوا سے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے؟"

"ٹھیک ہے عنبر!"

اتنا کہہ کر ماریا چپکے سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ باہر اندھیرا تھا۔ صرف گیلری میں دور اس جگہ شمع جل رہی تھی جہاں موریتی چور کا کمرہ تھا۔ ماریا اس کمرے سے ذرا فاصلے پر راستے میں آ کر کھڑی ہو گئی۔

آدھی رات گزر گئی تو موریتی چور کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ وہی کانا چور نمودار ہوا۔ اس نے اپنے چہرے کا سیاہ کپڑے میں چھپا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی جسے وہ اپنے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کانا چور دبے پاؤں گیلری کے لکڑی کے فرش پر چلتا ہوا عنبر اور ماریا کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ ماریا آگے جا کر کمرے سے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جونہی کانا چور دبے دبے پاؤں رکھتا وہاں پہنچا، ماریا نے اس کے ہاتھ پر ایسا جھٹکا دیا کہ تلوار اس کی کلائی سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔

سرائے کی چڑیل

کانے چور نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

اُس نے لپک کر تلوار پھر اٹھالی اور پریشان ہو گیا کہ اس کے ہاتھ پر مکا کس نے مارا ہے؟ یہ تو وہ خواب میں بھی معلوم نہ کر سکتا تھا کہ مکا ایک ایسی لڑکی نے مارا ہے جس کا نام ماریا ہے۔ جو اس کے قریب ہی غائب ہو کر کھڑی ہے اور جس کو وہ قتل کرنے جا رہا ہے۔ ماریا اپنے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ کانا چور دبے پاؤں چلتا اب دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ وہ کان لگا کر سننے لگا کہ

اندر کوئی جاگ تو نہیں رہا؟ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے بالکل قریب سانس لے رہا ہے۔ سانس لینے کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ ماریا نے بہت کوشش کی کہ سانس آہستہ لے مگر وہاں خاموشی اتنی زیادہ تھی کہ سانس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ اس اُلو کے پٹھے کو ہلاک کرنے کی بجائے کیوں نہ ڈرایا جائے؟ چنانچہ اس نے ایک گہرا سانس بھر کر آہستہ سے اپنا ہاتھ کانے چور کی گردن پر رکھ کر کھینچ لیا۔ کانا چور دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ ماریا نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگا کر سرگوشی میں کہا:

اوکانے چور! تیری موت تجھے یہاں لے آئی ہے۔ میں اس سرائے کی چڑیل ہوں۔ میں ابھی تیری گردن میں ناخون گاڑ کر تمہارا سارا خون پی جاؤں گی۔"

چور نے ایک دہشت ناک چیخ ماری اور تلوار وہیں چھوڑ کر اٹھ دوڑا۔ گیلری میں سے ہو کر وہ کمرے کے پاس پہنچا۔ دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر گر پڑا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اب وہ لوگ کیا سازش کرتے ہیں۔ مورتی چور نے دروازہ بند کر کے کانے چور کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

"کمینے! تجھے کیا ہو گیا تھا؟ ان لوگوں کو ہلاک کر دیا یا نہیں؟"

کانا بولا:

"دیوتا کے لیے مجھے وہاں نہ بھیجو۔ وہاں تو دروازے پر ایک چڑیل پہرہ دے رہی ہے۔"

"کیا بکتے ہو؟ چڑیل یہاں کہاں!"

"مجھے آسمانوں کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہاں ایک چڑیل

پہرہ دے رہی ہے۔ پہلے اس نے میرے ہاتھ پر مکا مار کر میری تلوار گرادی۔ پھر اپنا ٹھنڈا ہاتھ میری گردن پر رکھ دیا۔ پھر قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہا کہ وہ میرا خون پینا چاہتی ہے.......میں وہاں سے بھاگ آیا۔ تم چاہے میری چمڑی ادھیڑ دو مگر میں وہاں نہیں جاؤں گا۔"

ماریا اندر ایک طرف کھڑی ہوگئی وہ یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

اتنے میں کسی نے دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ موری چور نے دروازے کے پاس جا کر پوچھا کہ باہر کون ہے؟ باہر سے کسی نے آواز دی:

"درگا دیوی۔"

چور نے دروازہ کھولا تو سرائے کا مالک جلدی سے اندر آگیا اور آتے ہی پوچھا:

"کام تمام کر دیا یا نہیں؟"

موروتی چور نے اسے بتایا کہ کم بخت کانے چور نے سارا کچھ چوپٹ کردیا ہے اور کہتا ہے کہ وہاں دروازے کے ساتھ چڑیل لگی کھڑی ہے۔سرائے کے موٹے مالک نے کانپتے ہوئے کہا:

''چڑیل؟''

موروتی چور بولا:

''تم پر بھی لرزہ طاری ہونے لگا؟ تم سب بزدل اور نکمے ہو۔تم پر وہی مثل ٹھیک ہے کہ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے۔لاؤ ادھر تلوار میں خود جاتا ہوں۔''

ماریا نے سنا تو ہوشیار ہوگئی۔موروتی چور تلوار لے کر دروازہ کھول کر باہر نکلا تو ساتھ ہی چپکے سے وہ بھی باہر نکل گئی اور موروتی چور سے پہلے دروازے کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔اس نے سوچا کہ اگر موروتی چور اس سے خوف زدہ نہ ہوا تو وہ ضرور تلوار کا ہاتھ چلا دے گا اور اگر

اس نے ایسا کر دیا تو ہو سکتا ہے تلوار اس پر پڑ جائے اور وہ شدید زخمی ہو جائے، اس لیے کچھ اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ماریا اس خیال کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر کمرے کے اندر آ گئی۔ اس نے دروازہ کھلا رکھا۔

اندر آ کر ماریا نے عنبر اور ناگ وغیرہ کو خبردار کر دیا۔ وہ بھی ہوشیار ہو گئے۔ ناگ نے کہا۔ اس کی میں خبر لیتا ہوں۔ ماریا نے اسے خاموش رہنے کی ہدایت کی اور خود دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ باہر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اتنے میں گیلری کے لکڑی کے فرش پر موورتی چور کے پاؤں کی آواز سنائی دی۔ پھر کسی نے ذرا سا دبا کر دروازہ کھولا اور موورتی چور اندر آ گیا۔ اندھیرے میں وہ دروازے کی دہلیز پر کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے عنبر اور ناگ وغیرہ زمین پر ایک طرف سوئے ہوئے دکھائی دیے۔

اس نے تلوار اٹھائی اور ان کے قتل کا ارادہ لے کر آگے بڑھا۔

ماریا نے آگے بڑھ کر اس کی ٹانگوں میں پاؤں اڑا دیا۔ مورتی چور اوندھے منہ فرش پر گر پڑا۔ ہدایت کے مطابق عنبر وغیرہ میں سے کوئی نہ اٹھا۔ وہ خاموشی سے لیٹے رہے۔ مورتی چور نے یہ سمجھا کہ وہ کسی شے سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا ہے۔ وہ اٹھا اور دوبارہ تلوار اٹھانے کے لیے جھکا۔ مگر تلوار اب ماریا نے اٹھا رکھی تھی۔ یعنی تلوار مورتی چور کی نظروں سے غائب تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ تلوار کہاں چلی گئی؟

اس نے فرش پر سے ایک لکڑی کا لٹھ اٹھا کر عنبر کے سر پہ مارنا چاہا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر پیچھے سے مورتی چور کو ایسا دھکا دیا کہ وہ لڑکھڑا کر سامنے جا گرا۔ وہ پھر اٹھا اور سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔

ماریا نے دیوار سے گھوڑے کی رسی اٹھا کر مورتی چور کے گلے میں ڈال دی۔ وہ گھبرا کر رسی کو پکڑنے لگا۔ ماریا نے رسی کو بل دے کر کس

دیا۔ اتنے میں عنبر اور ناگ بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے شمع روشن کر دی اور ماریا کے ہاتھ سے رسی لے کر موروتی چور کی مشکیں کس دیں۔

عنبر نے کہا:

"کم بخت! تو نے ہمارے قتل کا ارادہ کر کے کس لیے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسایا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ ہمیں کچھ کہنا اپنی موت کو آواز دینے کے برابر ہے۔ ایک بار پہلے تو نے مجھ پر موروتی چوری کرنے کا جھوٹا الزام لگا کر مجھے موت کے کنارے پہنچایا اور اب میری جان کے خلاف ہو رہا ہے؟ کیا رے تجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے؟"

موروتی چور نے بڑی مکاری سے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"حضور غلطی ہو گئی۔ میں نے آپ کے بارے میں غلط سنا تھا۔ آپ تو دیوتاؤں کے اوتار ہیں۔ میری عقل پر پتھر پڑ گئے جو میں نے

آپ کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا۔ اس دفعہ میری خطاؤں کو معاف کر دیں۔ اس کے بعد اگر آپ کو ایسی شکایت پیدا ہوئی تو جو چور کی سزا وہی میری سزا۔‘‘

ناگ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا:

’’یہ تو نے چین کے بادشاہ کو لوٹنے کا کیا منصوبہ بنایا ہے۔ اپنے اس خطرناک ارادے سے باز رہ۔ چین کا بادشاہ فو مانچو بڑا جابر بادشاہ ہے۔ ہم سے تیری جان تو بچ جائے گی۔ مگر یاد رکھ۔ چین کا بادشاہ تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔‘‘

مورتی چور نے گڑگڑا کر کہا:

’’سرکار! آپ نے غلط سنا ہے۔ یہ تو میں سرائے کے مالک کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ میری توبہ۔ جو پھر کبھی چین کے بادشاہ کے شاہی محل میں نقب لگانے کا نام بھی لوں۔ مجھے معاف کر دیں۔‘‘

عنبر بولا:

''ہم اگر چاہیں تو تمہیں ابھی قتل کر سکتے ہیں اور جس طرح تم نے سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر ہمارے قتل کے بعد ہمیں زمین میں دفن کرنے کی سازش کی تھی، اسی طرح ہم بھی تم دونوں بلکہ تینوں کو سرائے کے ساتھ والی کھڈ میں ہلاک کر کے دفن کر سکتے ہیں۔ بولو! کیا تم تیار ہو؟''

مورتی چور تو عنبر کے پاؤں پر گر پڑا۔

''حضور معافی! سرکار معافی! یہ میری بدبختی تھی کہ میں نے آپ کی طاقت کا اندازہ نہ کیا اور آپ کی جان کا دشمن بن گیا۔ میں بھول گیا تھا سرکار کہ آپ کے پاس خفیہ طاقت ہے اور آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اب مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے چاہے کسی قسم کی قسم لی لیں میں آئندہ ہرگز ہرگز آپ کے بارے میں اس قسم کی سازش نہیں

کروں گا۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا:

"کیوں دوست! تمہارا کیا خیال ہے؟"

ناگ نے کہا:

"میں تو کہتا ہوں رات کا وقت ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھا رہا ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی۔ پہلے اس کے تلوار سے چار ٹکڑے کر دو اور پھر سرائے کے مالک کو مار کر زمین میں گاڑ دو۔"

مورتی چور چیخ مار کر ناگ کے قدموں میں گر پڑا:

"سرکار معاف کر دیں۔ میں ساری عمر آپ کا غلام بن کر زندہ رہوں گا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب کبھی ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔"

عنبر نے کہا:

"اچھا جو۔ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا اگر پھر کبھی

تم نے ایسی حرکت کی تو ایک پل کے اندر اندر تمہیں موت کے فرشتے کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

موروتی چور نے اٹھ کر عنبر کے ہاتھ چومے اور بدکے ہوئے گھوڑے کی طرح باہر کو بھاگ گیا۔ ماریا نے اب اس کے ساتھ جانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اس نے صرف اتنا عنبر سے کہا:

"کہیں اس کمینے دشمن کو معاف کر کے ہم نے غلطی تو نہیں کی؟"

عنبر نے کہا:

"اگر اس نے دوبارہ سازش کی تو اسے ضرور سزا دی جائے گی۔ اس دفعہ معاف کر دینا ہی اچھا تھا۔ آخر اس نے ہمارا کیا بگاڑ لینا تھا۔"

ناگ بولا:

"یہ مکار شخص ملک چین جا کر بادشاہ فوما نچو کے شاہی محل پر ضرور

ڈاکہ ڈالے گا۔"

"اور فکر نہ کرو۔ جواہرات کے لالچ میں یہ اپنی گردن ضرور اتروالے گا۔ چین کے لوگ غافل نہیں ہوتے۔ وہ ہر وقت ہوشیار اور جاگ رہے ہوتے ہیں۔"

یہ خیالات تھانگ کے تھے۔

ادھر اپنے کمرے میں گھستے ہی مورتی چور کے چہرے پر سخت غصے کے اثرات آ گئے۔ وہ مٹھیاں بھینچ بھینچ کر فرش پر ٹہلنے لگا۔ رات تیزی سے گزر رہی تھی۔ اسے اپنی شکست کا خیال سونے نہیں دے رہا تھا۔ وہ عنبر اور ناگ وغیرہ کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا اور چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ان کا کام تمام کر دے۔ اس لیے کہ ان کو چور کے راز کا بھی علم ہو گیا تھا۔ اس راز کا وہ چین کے بادشاہ کے شاہی محل میں ڈاکہ ڈالنے جا رہا ہے۔ اگر عنبر، ناگ زندہ رہے اور چین پہنچ گئے تو یہ

خبر بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ سکتی تھی اور ایسی صورت میں مورتی چور کی ساری محنت، سارے کیے دھرے پر پانی پھر سکتا تھا۔ اس نے کانے چور کو لات مار کر اٹھایا۔

"بد بخت! تو تو اپنی بہادری کی بڑی ڈینگیں مارتا تھا۔ اب تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تلوار اٹھاتے ہوئے تیرے ہاتھ کانپتے ہیں؟"

کانے چور نے اسی انداز میں گڑگڑانا شروع کر دیا۔

صبح ہو گئی۔ دن کی روشنی پھیل گئی۔ عنبر اور ناگ نے بستر لپیٹا اور چین کی طرف کوچ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ انہوں نے سرائے کے مالک کو رہائش اور خوراک کے پیسے ادا کیے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ صرف ماریا نے یہ کیا کہ سرائے کے موٹے مالک کے کان میں جھک کر کہا:

"موٹے! خبردار اگر دوبارہ کسی کو دفن کرنے کے لیے اپنی زمین

پیش کی۔"

موٹے مالک نے گردن پھر کر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ ماریا نے دوسرے کان میں ایک سرگوشی کی:

"موٹے! میں تمہاری سرائے کی چڑیل ہوں۔"

موٹا مالک تھرتھرانے لگا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ ماریا نے زور سے اس کے گنجے سر پر ایک تھپڑ مار دیا۔ گنجے کا تو انجر پنجر ہل گیا۔ وہ بوکھلا کر نیچے بیٹھ گیا۔ ماریا نے زور سے اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر چیخ ماری۔ ایک خوفناک چیخ موٹے مالک کے منہ سے بھی نکل گئی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ لوگ اسے اٹھانے کے لیے بھاگے۔ ماریا وہاں سے نکل کر عنبر اور ناگ کے ساتھ مل گئی۔

اوپر سے شور سن کر موتی چور اور کانا چور بھی نیچے آ گئے۔ انہوں

نے سرائے کے مالک کو اٹھایا اور اپنے کمرے میں لے گئے۔ وہاں جا کر اس نے بھی یہی کہا کہ مجھے سرائے کی چڑیل نے تھپڑ مارا ہے۔

موری چور نے اسے نفرت سے دیکھ کر کہا:

''تم سب بزدل اور نکھٹو ہو۔ تم سے کبھی کچھ نہیں ہوگا۔ میں تو اس کانے کو بھی تمہارے پاس ہی چھوڑ کر چین جانا چاہتا ہوں۔ کم بخت میرے لیے مصیبت کا باعث بن جائے گا۔''

کانے چور نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''میرے آقا! ایسا ظلم مجھ پر نہ کرنا۔ میں یہاں فاقوں سے مر جاؤں گا۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں اگر تمہارے کام نہ آیا تو بے شک میری گردن اتار دینا۔ مجھے وہیں کسی چینی دریا میں ڈبو دینا۔''

''کم بختو! تم لوگ تو میرے لیے وبال جان بن گئے ہو۔ میرا دشمن میری ساری دولت پر پانی پھیرنے کے لیے زندہ سلامت

میرے آگے آگے جا رہا ہے اور تم لوگ کھڑے منہ دیکھ رہے ہو۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اسے ہلاک ہی کر دیتے۔ خیر! کوئی بات نہیں۔ میں یہ کام خود کروں گا۔"

صبح کے وقت ماریا، عنبر، ناگ اور تھا تنگ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے تھے، کوئی دوسرے پہر ان کے پیچھے پیچھے موتی چور اور کانا چور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ان کے درمیان صرف ایک منزل کا فرق تھا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ چور جواہرات کی چوری کے لیے ضرور سفر کرے گا۔ وہ چین جانے سے رک نہیں سکتا۔ مگر وہ ان سے بے نیاز تھا۔ اس لیے کہ ان لوگوں کا تو وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ اب تو اسے ایک ہی لگن تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے چین میں داخل ہو کر شنگھائی پہنچے اور تھا تنگ چینی لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کرے۔

ماریا عنبر اور ناگ کے ساتھ ساتھ ہی سفر کر رہی تھی۔ گاؤں سے وہ

صبح کے وقت سورج نکلنے کے ساتھ ہی چلے تھے۔ دوسرے پہر وہ میدانی علاقے میں آ گئے جہاں دور دور تک کوئی ٹیلہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہاں سردی بہت بڑھ گئی تھی اور تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ان کے پیچھے پیچھے موتی چور اور کانا چور بھی گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ تیسرے پہر آسمان پر بادل گرجنے لگے اور رہ رہ کر بجلی چمکنے اور کڑکنے لگی۔ بارش ایکدم شروع ہو گئی۔ عنبر، ناگ اور ماریا وغیرہ ایک بہت پرانے گھنے درخت کے نیچے آ کر رک گئے۔

یہ لوگ کن حالات میں چین پہنچے؟

چوروں نے چین کے شاہی محل میں کیونکر نقب لگائی؟

سنگدل فومانچو نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

کیا چینی لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ سکی؟

ان تمام سوالوں کے جواب اسی ناول کی اگلی یعنی تیئسویں ۲۳ قسط

''سرخ بالوں والا قاتل'' میں ملاحظہ فرمایئے